SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, the 8th November, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَغَيْرَ ٱللَّهِ
أَبْتَغِى حَكَمًا وَهُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ إِلَيْكُمُ ٱلْكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا ۚ
وَٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَـٰهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُۥ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ ۖ
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا
وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَـٰتِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِن
تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِى ٱلْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ إِن
يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ
أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِۦ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِٱلْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ تو کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب دستور نازل کی اور جن کو ہم نے کتاب دستور دی وہ جانتے ہیں کہ یہ

(سورۃ النحل: ۹۴-۹۱)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, the 8th November, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَفَغَيْرَ اللَّهِ
أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ
وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا
وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِن
تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن
يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ
أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾

ترجمہ : شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ تو کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب دستور نازل کی اور جن کو ہم نے کتاب دستور دی وہ جانتے ہیں کہ یہ

(سورۃ النخل: ۹۴-۹۱)

(ضابطہ کائنات) (قرآن) معلم کائنات تیرے رب کی طرف سے حق بحق اترا ہے لہٰذا سننے والو تم ہر گز شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو (۴) (اے معلم کائنات) تیرے رب کی بات سچائی اور انصاف کو مکمل ضابطہ ہے اور کوئی اس کے احکام و ضوابط کو ردوبدل کر سکنے والا نہیں اور وہ (خالق کائنات) سب کچھ سنتا جانتا ہے (۵) اور اے سننے والے اگر تو ملکی عوام کی مرضی پر چلے تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے ہٹا کر رہیں گے وہ تو محض ظنیات کا اتباع کرتے ہیں اور بے اصل و سند اٹکلوں (قیاسوں) پر رہتے ہیں (٦) (اے معلم کائنات) بے شک آپ کا رب سب سے بہتر جاننے والا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون سیدھی راہ پر ہے۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman : In exercise of the powers conferred by Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 I nominate the following Senators in Orders of precedence to form the panel of Presiding Officers for this session of the Senate :

(1) Senator Syed Muhammad Fazal Agha;

(2) Senator Iqbal Ahmad Khan; and

(3) Senator M. Zahoor-ul-Haque.

جی ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب پیشتر اس کے کہ ہم کسی اور موضوع پر باتیں شروع کریں ہمارے اس ایوان کے تین معزز اراکین ہمارے عزیز ساتھی ہیں وہ بیمار ہیں اور

میری تجویز ہے اور مجھے امید ہے کہ سب ہاؤس اس سے اتفاق کرے گا کہ ان کی صحت یابی کے لئے ہم دعا کریں۔

جناب چیئرمین: اللہ ان کو صحت دے لیکن ایوان میں دعا کی کوئی ایسی روایت نہیں ہے۔ اللہ ان کو صحت دے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: اگر روایت نہیں ہے تو بحیثیت مسلمان کے روایت تو موجود ہے۔

جناب چیئرمین: ایسی کوئی ہے نہیں اور نہ کوئی ہوتی ہے کہ دعا صحت کے لئے بھی دعا کی جائے۔ ویسے ہی آپ individual capacity میں کریں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: محمود احمد منٹو صاحب ہیں اور ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، اللہ ان سب کو صحت دے اور خیر عافیت رکھے۔ سید فصیح اقبال صاحب!

FELICITATIONS ON THE CONFERENCE OF HIGHEST CIVIL AWARD ON THE CHAIRMAN OF SENATE BY KORIA

سید فصیح اقبال: جناب! یہ سینٹ کے لئے اعزاز ہے کہ جو آپ کو کوریا کا سب سے بڑا سول ایوارڈ ملا ہے کہ جو بحیثیت چیئرمین کے اور بحیثیت سینیٹر وسیم سجاد سینٹ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے اور بلاشبہ یہ آپ کی صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ اس میں ہاؤس بھی خوشی کا اظہار کرتا ہے اور راجہ ظفر الحق صاحب ابھی حال ہی میں ورلڈ مسلم کانگریس کے جنرل سیکرٹری elect ہوئے ہیں یہ بھی ہمارے سینیٹر کے علاوہ، ہمارے ہاؤس کا بھی اعزاز ہے کہ ہمارے سینیٹرز کو ملک میں اور غیر ملکی طور پر پذیرائی حاصل ہو رہی ہے وہ ان کی کارکردگی ہاؤس کی وجہ سے ہے اور ان کی ذاتی صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس کے تشکر کے لئے قرارداد پیش کی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ جی - لیکن میرے خیال میں قرارداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال آپ سب کا شکریہ۔ مجھے پتہ ہے کہ آپ سب کی نیک خواہشات اس میں شامل ہیں میں بھی اور راجہ ظفرالحق صاحب جو کہ موجود نہیں ہیں، یہ واقعی بہت بڑا اعزاز ہے جو راجہ ظفرالحق صاحب سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے ہیں، ہم سب کی طرف سے ان کو مبارک باد۔ آپ کی طرف سے بھی اور میری طرف سے بھی۔ جی جناب Leader of the House

جناب محمد علی خان: جناب چیئرمین صاحب! میں اپنے آپ کی طرف سے اور آئی جے آئی اسمبلی پارٹی کی طرف سے اور سینیٹرز کی طرف آپ کو اس Hishest Award کے ملنے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اسی طرح ہمارے ایک معزز سینٹر جو راجہ ظفرالحق صاحب ہیں۔

(مداخلت)

جناب محمد علی خان: پورے ہاؤس کی طرف سے میں اپنے بھائی خورشید صاحب کا ازحد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ موقع عنایت فرمایا کہ میں سب ہاؤس کی طرف سے آپ کو مبارک باد پیش کروں اور اسی طرح اپنے ایک سینیٹر جو ہمارے colleague ہیں راجہ ظفرالحق صاحب، وہ بھی سیکرٹری جنرل ہوگئے ہیں موتمر عالم اسلامی کے، ان کو بھی میں ہاؤس کی طرف سے مبارک باد دیتا ہوں۔

چیئرمین: ہم سب کی جانب سے، میری جانب سے، آپ کی جانب سے، سب کی جانب سے ان کو بہت بہت مبارک باد جی مدمل شاہ صاحب۔

سید مزمل شاہ: جناب چیئرمین! میں بھی اس ضمن میں چند الفاظ کہنا ضروری سمجھتا ہوں حالانکہ یہ سارے ہاؤس کی طرف سے ہو گیا ہے۔ بہرحال مجھے یہ خوشی ہو گی کہ میں بھی چند الفاظ اس ضمن میں عرض کروں۔ جس طرح کہ ہمارے بھائی فصیح اقبال صاحب نے اس کی ابتداء اس ہاؤس میں کی، ہمیں یقینی طور پر جس طرح آپ کی ذات پر ناز ہے۔ اسی طرح بیرونی دنیا کو بھی آپ کی قابلیت اور آپ کی ذہانت پر ناز ہے اس کے

لئے پورا ایوان شکر گزار ہے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی فلاح و بہبود کرنے اور آپ کی حیثیت کو مزید بڑھائے۔ اسی طرح میں اپنے بھائی راجہ ظفر الحق کو بھی مبارک باد دیتا ہوں اور اس پورے ایوان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ نیز ہماری محترمہ ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی صاحبہ جو اس سال کے لئے Woman of the year منتخب ہوئی ہیں۔ ان کے لئے بھی میں اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ان کو میری جانب سے بھی ایوان کی جانب سے بہت بہت مبارک ہو۔

Syed Iqbal Haider : On a point of order, Sir I take leave to draw your kind attention to a very unfortunate and a most condemnable and shocking incident that Islamabad Police has now equipped itself, instead of, decency or morality or good conduct, with the electrically charged baton which they ruthlessly used on women. Sir, this incident has occurred and what kind of Gustapo state is being made that they are being given such power.

جناب چیئرمین: اقبال حیدر صاحب! اس کے لئے آپ باقاعدہ تحریک التواء یا جو بھی آپ مناسب سمجھیں، لائیں۔

Syed Iqbal Haider : Sir, because the time was short. It was not really possible.....

Mr. Chairman : But I do not think, we can discuss an issue like this.

Syed Iqbal Hider : I was deeply pained....

Mr. Chairman : We are all concerned.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: We are all concerned لیکن اس کے لئے کوئی طریقہ ہو گا ناں۔

Syed Iqbal Haider : Allegdly charge.....

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب!

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے حکومت کے نمائندوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ دو پاکستانیوں کو ہندوستان جس طرح torture شہید کیا گیا ہے اور ان کی میتیں پاکستان لانے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ جس کا پورے ملک میں ایک شدید رد عمل ہے۔ اس issue کو ایوان میں زیر بحث لانے کے لئے میں تیار ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ نے کوئی motion دیا ہوا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں یہ چاہتا ہوں کہ motion کی بجائے حکومت کی طرف سے یہ بات آئے۔ میں یہ propose کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ motion دے دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ ایک ایسا مسئلے ہر جو کہ قومی مسئلہ ہے اور میں چاہوں گا کہ حکومت اسے قبول کرنے اور اس مسئلے کے لئے وقت دے۔

جناب چیئرمین: آپ motion موشن لے آئیں پھر اسے لے آئیں گے۔

چوہدری امیر حسین: جی ہاں یہ لے آئیں۔ اس پر ہم joint بھی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کیونکہ یہ اہم معاملہ ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: باقاعدہ motion لانا چاہئیے۔ اس طرح مناسب نہیں ہو گا۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب! اس قسم کے issue جنہیں میں پیش کر سکتا ہوں وہ میں نے پیش کئے۔ لیکن وہ پھر باری پر آئے گا۔

جناب چیئرمین: اگر آپ اسے لے آئیں تو پھر ایوان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔ میرے خیال میں شاید آ بھی گیا ہو گا۔ I would be surprized کسی نے پہلے ہی دے دیا ہو گا۔

پروفیسر خورشید احمد: میں نے دیا ہوا ہے۔

جناب چئیرمین: آپ نے دیا ہوا ہے۔ اسے پھر out of turn لے لیں گے۔

Syed Fasih Iqbal : Call attention Sir.

جناب چیئرمین: آپ نے کوئی .Call attention دیا ہوا ہے۔

سید فصیح اقبال: جی نہیں جناب چئیرمین: پھر یہ کیسا Call attention ہے۔

CALL ATTENTION REGARDING NON-AVAILABILITY OF JANG & NEWS IN PIA PLANE

سید فصیح اقبال: آپ کی توجہ کے لئے۔ چونکہ وزیر اطلاعات یہاں نہیں ہیں۔ لیکن میں چونکہ اس کمیٹی کا چیئرمین ہوں۔ میں ابھی کراچی سے آرہا تھا ہوائی جہاز میں ملک کے ووٹر نے اخبارات 'NEWS' اور 'جنگ' وہ صرف اس لئے بند کر دیئے گئے ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ یہ صرف ان دو اخبارات کر لئے ہو رہا ہے کہ جو اخبارات، حکومت اور اپوزیشن میں فرق ہی کبھی نہیں تھا۔ 'جنگ' کے بارے میں ہمارے سارے ساتھی یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ کبھی اپوزیشن کا پرچہ رہا ہے۔ لیکن عجیب چیز ہے کہ اس معاملے میں حکومت نے ان اخبارات کو بھی وہ درجہ دے دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے ہوائی جہاز میں نہ رکھنے کی وجہ سے مزید شہرت دے رہے ہیں اس اخبار کو اور وہ اخبار بلاشبہ بہت بڑا پرچہ ہے۔ اب 'نیوز' اور 'جنگ' کے لئے۔ جب میں نے پی آئی اے کے سٹیورڈ سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ یہ اٹھا لئے گئے ہیں۔ میں نے کہا کوئی ضبط کرنے کا آرڈر آیا ہے کیا؟ کہنے لگا نہیں، رکھے ہی نہیں گئے ہیں۔ میں نے کہا یار آپ مجھے بتائیں۔ میں ذمہ دار آدمی ہوں یہ بات مجھے ایوان میں کہنا پڑے گی کہنے لگا صاحب! وہ بند کر دیئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں، آپ خود بھی چیئرمین ہیں Information Committee کے۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے جو فصیح اقبال صاحب لائے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ بات کہ اپوزیشن کے پرچے کو black out نہیں take up ہونا چاہیئے لیکن جنگ تو قومی اخبار ہے۔

جناب چیئرمین : فصیح اقبال صاحب ! آپ خود چیئرمین ہیں آپ خود ہی کیوں نہیں take up کر لیتے۔ آپ کمیٹی میں اسے take up کریں۔ جی شاہ صاحب !

سید مزمل شاہ : جناب والا ! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمیں بھی بتائیں کہ حکومت نے کب فیصلہ کیا ہے کہ اپوزیشن کے اخبار کو بند کیا جائے گا۔ یہ تو ہمارے عمل میں نہیں ہے۔ یہ کم از کم ہمارے علم میں تو لائیں۔ ہماری نظر میں تو کسی حکومت نے ایسا فیصلہ کیا ہے کہ اپوزیشن کا کوئی اخبار بند کیا جائے۔

جناب چیئرمین : جب وزیر صاحب تشریف لے آئیں گے تو ان سے پوچھ لیں گے فصیح اقبال صاحب خود چیئرمین ہیں۔

(مداخلت)

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : اچھا اب باقاعدہ بزنس کی طرف چلتے ہیں۔ ایک رخصت کی درخواست ہے یحییٰ بختیار صاحب کی جانب سے انہوں نے ذاتی وجوہات کی بناء پر اطلاع دی ہے کہ وہ ایوان میں آج شرکت نہیں کر سکیں گے اور رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : اس کے علاوہ غوث علی شاہ صاحب۔ سردار یعقوب خان ناصر صاحب جنرل مجید ملک صاحب صدیق کانجو صاحب اور اعظم خان ہوتی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ کسی وجہ سے آج ایوان میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

ADJOURNMENT MOTIONS : *Re:* ALLEGED USE OF DRUGS BY THE BODYBUILDERS

Dr. Muhammad Rehan : It has been reported in the daily 'Frontier Post' Peshawar dated 27th August 1992, that steriod and hermful quantities are being used in the Health Clubs of NWFP. The used of such drugs have put in danger the precious lives of many youngmen. The use of such peformance enhancing drugs which have disasterous side effects on human health is banned elsewhere in the world. This matter relates to the Federal Government since it is the joint responsibility of the Federal Ministries of Health and Sports to check and control the use of steroid in the country. Sir, I therefore, seek leave to move that this house may suspend its routine proceedings and this important issue may be taken up for discussions.

Ch. Amir Hussain : I Oppose Sir.

Mr. Chairman : Yes, it is being opposed.

جی ! جناب ڈاکٹر صاحب ذرا مختصر بیان کر دیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب والا! Steroid بیشک ایسی دوائی ہے جو کہ چند امراض کے لئے بلکہ کئی امراض کے لئے ڈاکٹروں کے مشورہ سے مفید ثابت ہوتی ہے اور وہ دی جاتی ہے۔ لیکن اس کا ایک غلط یہ بن گیا ہے کہ دنیا بھر میں authletes یا دوسرے Sportsman اپنی Performance enhance کرنے کے لئے یا ان کے جو Clubs ہوتے ہیں ان کو دے دیتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بڑی نازک دوائی ہے اور اس کے بڑے خراب disasterovs saids effects پیدا ہوتے ہیں۔

جناب ! یہ فرنٹیئر پوسٹ جو ایک مشہور اخبار ہے۔ اس کی reporting میں یہ بات آئی ہے اور اگر اس طرح کے یہ واقعات ہوتے رہتے ہیں اور اس پر کوئی جیک یا کوئی پابندی نہیں ہے میرے خیال میں اس سے نوجوان لوگوں کی صحت جو لوگ سپورٹس میں حصہ لیتے ہیں اور ہمارے ملک و قوم کا نام روشن کرتے ہیں ان پر بڑا خراب اثر پڑے گا۔ چند لمحوں کے لئے ان کو اس قابل بنانا کہ ان کی پرفارمنس زیادہ ہو جائے اور یہ

میں کہوں کہ مجرمانہ حرکت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو oppose نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس منظور کر لینا چاہئے اس پر discussion ضرور ہو جائے۔

چوہدری امیر حسین: جناب! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ اس پر پہلا اعتراض یہ ہے کہ ڈرگ ایکٹ ۱۹۷۶ء کے سیکشن ۶ کے تحت sale of drugs and medicienes صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتی ہیں۔ کیونکہ یہ صوبہ سرحد کی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے اس لئے اسے سینٹ میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ہم نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے صوبائی حکومت کو لکھا ہے اور صوبائی حکومت نے ہمیں یہ جواب بھیجا ہے کہ اس کی تفتیش وہ کرا رہے ہیں اور تفتیش کے نتیجہ سے وہ وفاقی حکومت کو مطلع کرے گی۔

جناب والا! کسی بھی دوائی کا اگر غلط استعمال کیا جائے تو وہ نقصان دہ ہی ہوتی ہے جیسا کہ خود محرک نے فرمایا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ حکومت نے اس کا نوٹس لیا ہے۔ صوبائی حکومت کو لکھا ہے اور صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں یہ معاملہ ہے۔ وہ جو توجہ دلانا چاہتے تھے، حکومت پہلے ہی اس کی طرف متوجہ ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اسے press نہ کریں۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب! اس statement کی روشنی میں۔ یہ کہتے ہیں کہ صوبائی حکومت کی توجہ دلا دی گئی ہے۔ تاکہ وہ اس چیز کو دیکھے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: میں نے اپنے محترم وزیر صاحب کو بڑے غور سے سنا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ صوبائی معاملہ ہے۔ جناب! میں یہ عرض کروں گا کہ ادویات کے لئے جو قوانین بنائے جاتے ہیں جن کے مطابق عدالتیں پھر انہیں try کرتی ہیں یہ Federal Statutory Law ہے۔ اور drugs کی رجسٹریشن بھی ایک وفاقی معاملہ ہے۔ اس کی قیمتیں وغیرہ یہ سب وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے۔ تو صرف courts جو ہیں وہ الگ الگ ہیں، باقی قانون وفاقی سطح پر ہوتا ہے اور یہ ایک قومی مسئلہ ہے نوجوانوں کی صحت کے بارے میں اس لئے اس کو صرف صوبائی کہہ کر ہی ختم نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں، یہ جو ایک انفرادی کیس آپ نے بتایا ہے انہوں نے کہا ہے کہ ایک شہزاد احمد ہیں ان کی دوائی دی گئی جس سے وہ بیمار ہوئے۔ یہ تو ایک انفرادی کیس ہے یعنی کوئی general آپ نے ایسی بات نہیں کی کہ عام طور پر کوئی ایسا مسئلہ ہے ملک میں یا کوئی ایسا سلسلہ ہے آپ نے وہ نشاندھی نہیں کی آپ نے ایک شہزاد احمد کے انفرادی کیس کے بارے میں تحریک پیش کی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: تحریک التواء کا جو متن ہے اس میں میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ صوبہ سرحد clubs میں استعمال ہوتی ہے شاید کوئی انفرادی حوالہ دیا گیا ہو لیکن میں نے اس کو ایک اجتماعی، انفرادی مسئلہ نہیں، ایک اجتماعی مسئلے کے طور پیش کیا ہے کہ یہ صوبہ سرحد کے جو Health Clubs ہیں وہاں پر اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی جی، تو بہر حال section 6 کے تحت انہوں نے کہا ہے کہ یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے، چوہدری صاحب سیکشن 6 پڑھ دیجیئے اس میں کیا لکھا ہے۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا!! سیکشن ٦ میں یہ ہے کہ کنٹرول بھی صوبائی حکومت کا ہونا ہے اور جو خلاف ورزی ہوتی ہے اس کا نوٹس صوبائی حکومت نے لینا ہوتا ہے اور جرم وغیرہ کی سزا بھی انہیں ہی دینا ہوتی ہے اور ہم نے ان کو لکھ دیا ہے اور اس کی تفتیش ہو رہی ہے اور ویسے بھی جناب نے بجا طور پر فرمایا ہے کہ نوٹس تو اس کا لے لیا ہے اس کا ہمیں پہلے ہی احساس ہے اسی لئے ہم نے تحریک پیش ہونے سے پہلے ہی نوٹس لے لیا ہے۔

Mr. Chairman : So in the light of the statement not pressed.

ڈاکٹر محمد ریحان: ٹھیک ہے جناب والا! میں وزیر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے نوٹس لیا ہے اور میں ان کے بیان کی روشنی میں اس کو press نہیں کرتا لیکن ساتھ

یہ عرض کروں گا کہ ایسے معاملے جو ہیں ان کو قومی مسائل سمجھ کر ان کا نوٹس لے کر ان پر اقدامات لینا بہت ضروری ہے، شکریہ!

چوہدری امیر حسین: ٹھیک ہے، جناب شکریہ۔

Mr. Chairman : Not pressed in the light of the statement of the Minister

Syed Abdullah Shah : Mr. Chairman, from this adjournment motion, I found that may be the matter was provincial in nature, but still it was allowed to be discussed in the house and most of my adjournment motions are rejected in the Chamber, on the ground that they are Provincial. Although, I would request you that they may also be allowed to come to the House and if it is found to be Provinical subject....

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! اس میں یہ ہوتا ہے کہ کئی ایسے واقعات ہوتے ہیں جو ادھر دیکھے جاتے ہیں جو چیز point out ہو جائے، تحاریک التواء ساری لائی جائیں تو پھر کسی کے لئے وقت نہیں ہو گا۔ It is not possible.

Syed Abdullah Shah : I think, there is a discrimination some of them are...

جناب چیئرمین: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ غلط مسترد ہوا ہے تو آپ میرے ساتھ چیمبر میں آ کر discuss کر لیں۔ If you convince me I will admit it. اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

Mr. Chairman : Yes Iqbal Haider Sahib on the alleged discrimination of the PTC against Pakistani Consultants.

سید عبداللہ شاہ: بہت اچھا۔

II. *Re* : PTC CONSULTANCY PROJECT

Mr. Iqbal Haider : Sir, I humbly request that ordinary business of the House may please be adjourned to consider the following adjournment motion of bublic int erest and of urgent

nature, The News, Rawalpindi dated 30th August 1992, has reported taht Pakistan telecomunication Corporation is discriminating against Pakistanis and others by inviting only Europeans, South Americans and Japanese Consultants to bid for a Consultancy Project on the expansion of the local telephone system of 2,75,000 lines. it is further reported that there seems to be something strange about the whole affair since that terms of reference were revised in July. Earler, in May such conditions were placed to abide by Pakistani and foreign consultants. Certain Pakistani Consultant Firms feel that terms of reference were changed to benefit some favoured consultants abroad. Informed sources said that it was the first time in Pakistan's history that Pakistani consultants were beign deliberately excluede from a major consultancy project. Local firms felt that it was an insult not only to Pakistani consultants but also to the entire nation. More over, the terms of reference also discriminate against all other nations except Europeans, Amerians and Japanese. The cost to the country for Such a consultancy involving foreign engineers has been estimated at 7.5 million dollars or about 19 crores. This was a huge amount and apparently much in excess of cost for such a job. In fact, Pakistani consultancy firms could have done this work-almost 10% of the amount to be paid to the foreign consultants, Sir. This is a very important issue and I hope the Government will not oppose for the sake of Pakistan.

Mr. Chairman : Yes, is it being opposed?

چوہدری امیر حسین : جناب والا! اس پر میں نے ایک درخواست کرنی ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب سے میں رابطہ کر رہا ہوں ان کے آنے تک اس کو defer کیا جائے اور دوسرا لے لیں۔

جناب چیئرمین: اس کو defer کرتے ہیں لیکن For the guidance of all the honourable Members of the House, now this is a typical adjournment motion جس میں مثلاً اس قسم کی چیزیں آ رہی ہیں۔ Certain Pakistani Consultants Firms feel. Informed sources said. Local firms felt. یعنی یہ جو اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں یہ تحریک التواء میں نہیں آتیں۔

سید اقبال حیدر: جناب! یہ رپورٹ کا حصہ ہے۔

جناب چیئرمین: ہے لیکن this alone would be sufficient to say that this is out of order. I will just read to you the relevant Rule 75. (1) it

یہاں کئی چیزیں آ should relate substantially to one definite issue. گئیں کہ corruption بھی ہو گئی، فلاں بھی ہو گیا bids ہو گئیں کئی چیزیں آ گئیں Then it shall not contain reguments inferences ironical expressions ۔ یعنی یہاں پر یہ and defamatory statements نہیں ہونا چاہئے کہ جی وہ vague کرتا ہے کسی کی feel opinion ہے certain firms feel ایک definite issue کو آپ سامنے لے آئیں Without expressing opinion on it because it is for the House to discucss یعنی یہ جو اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جی Some people feel like this, others think like this اور پھر آپ اس پر خود بخود اس پر اپنی opinion بھی دینا شروع کر دی۔ While moving the adjournment motions تو اس سے گریز کیا جائے Just bring the issue before the House and then let the House decide کہ جی وہ اس میں آتا ہے، یا نہیں آتا So, we will defer it till the arrival of the honourable Minister.

اعظم ہوتی صاحب متعلقہ وزیر ہیں اور ان کی درخواست آئی ہوئی ہے۔

چوہدری امیر حسین: اس کو next working day پر رکھ دیں۔

Mr. Charman : Next is Janab Iqbal Haider Sahib, on the proposed closure of about 50 Railway Stations by Pakistan Railways.

جناب چیئرمین: اچھا جی،

سید اقبال حیدر: پہلے نمبر چار ہے جناب ! That closures is No. 5.

Mr. Chairman : Sorry, sorry of the inflated Bills being issued by PTC to supply.

Syed Iqbal Haider : That is right. یہ بھی انہی سے متعلق ہے
ٹھیک ہے جی۔

Mr. Chairman : Next is, on the proposed closure of about.

(iii) *RE:* CLOSURE OF 50 RAILWAY STATIONS :

Syed Iqbal Haider : Sir, I humbly give notice of my intention to move :

> "that the business of the Senate be adjournd to discuss a matter of general public importance namely :
>
> > "that the Pakistan Railway has decided to close down 50 of its stations on different lines of the Rawalpindi Railway Division. It is also note with concern that the employees of these stations will be compulsorily retired. The news has created concern and harrasment in the Railway employees and this action will increase unemployment in the country. It is a serious matter and needs immediate discussion in this august House.

Mr. Chairman : Is it being opposed?

حاجی غلام احمد بلور: opposed کے ساتھ، میں یہ بھی کہوں گا جی کہ یہ خبر جو ہے جو قطعاً غلط ہے۔

پہلے ذرا انہیں سن لیتے ہیں۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین جناب والا! اگر یہ خبر غلط تھی تو اس کے فوراً بعد ہی۔۔ اتنا اہم مسئلہ ہے ۵۰ ریلوے سٹیشن بند کرنا کوئی معمولی issue نہیں ہے اور اتنی معمولی خبر بھی نہیں ہے کہ اس کو نظر انداز کر دیا جائے۔ میں تو خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ۔ خبر غلط ہے شاید ۵۰ ریلوے سٹیشن بند نہیں کر رہے اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ۵۰ ریلوے سٹیشن بند نہیں ہو رہے اور ریلوے کے ملازمین نہیں نکالے جا رہے تو پھر مجھے کوئی شکایت نہیں۔

جناب چیئرمین: یہ بھی دیکھیں اقبال حیدر صاحب کہ یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے جس پر آئندہ ماہ کے وسط سے عملدرآمد کئے جانے کا قومی امکان ہے اور یہ اگست کی خبر ہے اب تو اگست کے بعد اب تو نومبر بھی آگیا ہے یہ تو ویسے ہی غلط ہو گئی۔

سید اقبال حیدر: نہیں، جناب! یہ بات نہیں، اگلے ماہ سے فیصلہ کر لیا گیا ہے یہ gradual ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہتے ہیں کہ فیصلہ کر لیا گیا ہے، عملدرآمد اگلے ماہ ہو گا۔ بہر حال وزیر صاحب سے پوچھتے ہیں۔

حاجی غلام احمد بلور: جناب والا! میں تو یہ درخواست کروں گا کہ اس تحریک التواء کو واپس لے لیں تو زیادہ بہتر ہو گا ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے کوئی بات نہیں ہے اور یہ بھی ان کو بتاؤں کہ ریلوے کے محکمے نے بہت سے سٹیشن بند کئے ہیں بہت سے سیکشن بند کئے ہیں لیکن کسی کو بھی سروس سے نہیں نکالا گیا۔ اول تو، ایسا کوئی پروگرام ہی نہیں ہے ہم نے نہ سوچا ہے اور پھر صرف ایک ڈویژن کے ۵۰ سٹیشن بند کرنے سے۔۔۔ اگر وہ پوری خبر پڑھیں تو انہوں نے بڑے بڑے نام بھی دیئے ہیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کوئی سٹیشن پنڈی ڈویژن کا بند کرنے کا، نہ کوئی پروگرام ہے اور نہ کسی ریلوے کے ملازم کو نکالنے کی بات ہے اس لئے میں یہی کہوں گا کہ اس پر زور نہ دیں تو بہتر ہو گا۔

سید اقبال حیدر: اگر کوئی ملازم ریلوے سے باہر نہیں نکالا جا رہا اس کو برطرف نہیں کیا جا رہا اور کوئی سٹیشن بند نہیں ہو رہا تو مجھے کوئی شکایت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ اس خبر کے حوالے سے کہہ رہے ہیں یعنی ویسے تو سٹیشن بند بھی ہوتے رہتے ہیں، کھلتے بھی رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ جو ہے ایک ڈویژن میں۔

سید اقبال حیدر: چلیں! اس خبر کے حوالے سے سہی۔

جناب چیئرمین: اس خبر کے حوالے سے So, ruled out on the ground that it has been... ..

Syed Iqbal Haider : Not ruled out, not pressed.

Mr. Chairman : Right, not pressed.

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: ریلوے سٹیشن کے بند کرنے کے حوالے سے چونکہ موضوع آ گیا ہے۔

جناب چیئرمین: موضوع تو ختم بھی ہو چکا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں، جناب والا! آپ نے ایسے ہی جلدی جلدی میں ختم کرنے کی کوشش کی۔۔۔ ورنہ جناب وزیر ریلوے صاحب نے جو بیان دیا ہے کہ سٹیشن بند نہیں ہو رہے۔ جناب میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ژوب، قلعہ سیف اللہ، مسلم باغ اور بوستان کے یہ تمام ریلوے سٹیشن بند کئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمن: اس کا علیحدہ motion لے آئیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! چونکہ یہ موضوع آگیا ہے اس لئے یہ ریلوے سٹیشن کے حوالے سے۔۔۔

جناب چیئرمین: وہ motion پنڈی ڈویژن کے بارے میں ہے۔۔۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب، بار بار یہ مسئلہ آجاتا ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ انہوں نے ذکر کیا ہوا ہے اس میں ژوب کا ذکر نہیں ہے لالہ موسیٰ، مندرہ، چکوال، خوشاب، سرگودھا، ملک وال کھیوڑہ، داؤد خیل، ژوب کا نہیں ہے۔آپ ژوب کا علیحدہ لے آئیں پھر دیکھ لیں گے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! یہ بار بار مسئلہ ریلوے سٹیشن کا ہے اس پر ریلوے منسٹر بار بار اس طرح بیان دے دیتے ہیں لیکن وہاں سٹیشن بند کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہر حال، آپ علیحدہ motion لے آئیں پھر اس پر غور کریں گے۔ ٹھیک ہے۔ not pressed جی ڈاکٹر ریحان صاحب! یہ بھی منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں یہ جنرل مجید صاحب سے متعلق ہے next اقبال حیدر صاحب۔

میاں محمد زمان: میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: آپ اس کا جواب دے رہے ہیں۔ اچھا ٹھیک ہے جی ڈاکٹر ریحان صاحب کا زمان صاحب جواب دے رہے ہیں تو یہ take-up کر لیتے ہیں۔

(IV) *RE:* EXPORT OF MANPOWER TO NIGERIA

Dr. Muhammad Rehan : Sir, a National daily that is the 'News' in its issue, dated 1st August, 1992 has reported that despite the passage of one year the Pakistan Government has not responded to the request of the Nigerian Government for sending a large number of manpower to Nigeria for the development of agriculture there.

As such, the Ministry has deprived a large number of growers and farmers from employment and the country has suffered a huge amount of foreign exchange, by not taking any action in the matter.

Mr. Chairman : Is it opposed?

Mian Muhammad Zaman : Opposed

جناب چیئرمین : اس کے ساتھ اخبار کی خبر کدھر ہے آپ نے ساتھ لگائی ہے۔ دیکھیں، کدھر ہے اس کے ساتھ تو نہیں لگی ہوئی۔ ڈاکٹر ریحان صاحب فرمایئے، وہ oppose کر رہے ہیں ذرا مختصر admissibilty پر فرمایئے۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جیسے کہ ایوان کو اور ممبران کو علم ہے کہ پہلے ہی ملک میں کافی بیروزگاری پائی جا رہی ہے اور ہمیں کبھی کبھی ایسے مواقع آجاتے ہیں کہ باہر کے ممالک ہم سے Man pow er مانگتے ہیں اور یہ کافی اچھا موقع تھا کہ وہ لوگ جن کا کوئی اور technical know how نہیں تھا اور صرف Agriculture کے شعبے سے تعلق رکھتے تھے چاہے وہ growers ہوں یا farmers ہوں اس طرح کے request پر کافی لوگوں کو روزگار مل جاتا اور اس طرح مین پاور ایکسپورٹ کرنے سے foreign exchange جو ملک کے لیے بہت بڑا وسیلہ ہوتا ہے اس سے بھی ملک محروم رہ گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا معاملہ ہے اس پر اس طرح کی غفلت سے ملک کو بھی نقصان ہوا ملک کے رہنے والے روزگار سے محروم رہ گئے اور یہ ایک بڑا نیشنل importance کا معاملہ ہے وفاقی حکومت کا اس سے تعلق ہے اور recent occurrence کا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب زمان صاحب۔

میاں محمد زمان: جناب چیئرمین ! جہاں تک ڈیلی نیوز یکم اگست کی اس خبر کا تعلق ہے اس میں کوئی صداقت نہیں۔ وزارت افرادی قوت کو اس قسم کی حکومت Negeria کی طرف سے کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی ہم نے تمام معاملے کی تحقیق کی ہے اصل میں قصہ اتنا ہے ایک پاکستانی نیشنل جو کہ نائیجریا کے اندر مستقل طور پر رہائش پذیر ہے اور اس کا نام ڈاکٹر ملک محمد شاہ ہے۔ وہ تشریف لائے تھے اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ وہاں پر کوئی مین پاور لے جانا چاہتے ہیں جو کہ وہاں کی زمینیں۔ آباد کریں اور وہاں پر زراعت کے معاملہ میں مد و معاون ثابت ہو سکیں۔ وزارت افرادی قوت نے انہیں ایک letter کے ذریعے وزارت زراعت کی طرف بھجوایا وہاں پر ۱۰ جون ۱۹۹۲ء کو ان کی اور وزارت زراعت کے ADC cell کی میٹنگ ہوئی جس میں وزارت زراعت کی طرف سے یہ کہا گیا آئندہ آپ بطور نائیجریا گورنمنٹ کے نمائندہ کی حیثیت سے ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کریں تاکہ ہم کسی حتمی نتیجہ پر پہنچ سکیں حکومت نائیجریا کی منظوری کے بغیر ہم مین پاور کو ایکسپورٹ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اس بات کا عہد کیا کہ وہ اس بات کا اختیار نامہ لے کر آئیں گے اور آئندہ میٹنگ میں بیٹھیں گے۔ اس کے بعد نہ وہ تشریف لائے اور نہ یہ بات آگے چل سکی۔ ہمارے قوانین اور rules یہ کہتے ہیں کہ جب تک اس ملک کی حکومت کی طرف سے باقاعدہ طور پر منظوری حاصل نہ ہو اس وقت تک ہم مین پاور بھیجنے کا risk نہیں لے سکتے کیونکہ بہت سے mishaps ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ملک میں بیروزگاری ہے اور افرادی قوت کو وہاں بھیجنے کا، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس موجودہ حکومت کو فخر ہے کہ اس کے دو سالوں کے اندر پاکستان کو تاریخ میں سب سے زیادہ مین پاور ایکسپورٹ کی گئی ہے اس حکومت کا

پہلا سال ۱۹۹۱ء کا تھا جس میں Gulf War Crisis کے باوجود ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کو بیرون ملک بھیجا گیا جو پاکستان کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے اور موجودہ سال ۱۹۹۲ء میں ڈیڑھ لاکھ آدمی جا چکے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ ہم باقی عرصہ میں دو لاکھ کا ہدف پورا کریں گے۔ موجودہ حکومت انتہائی کوشش کر رہی ہے کہ مین پاور ایکسپورٹ کو فروغ دیا جائے اور اس کے لئے روایتی مارکیٹوں سے ہٹ کر ہم South East میں بھی مارکیٹیں تلاش کر رہے ہیں اور ابھی اس سلسلے میں ہمارا ملائیشیا کے ساتھ agreement ہوا ہے جو پبلک سیکٹر کے اندر ۵۰ ہزار آدمیوں کے لئے agreement ہوا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ بہت بڑی تعداد میں وہاں بھی مین پاور ایکسپورٹ کی جا سکے گی۔ حکومت اپنے فرض سے قطعی طور پر غافل نہیں ہے اور وہ پوری کوشش کر رہے ہیں اور ہمیں اس بات کا احساس ہے ملک میں بیروزگاری کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ مین پاور ایکسپورٹ کی جائے۔ میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اپنے فرائض سے غافل نہیں اور کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی جائے گی۔ اگر کسی جگہ سے ۱۰ آدمیوں کی بھی offer آتی ہے تو ہم اس پر پوری طرح سے عمل کرتے ہیں اور آدمی کو وہاں پر بھجوایا جاتا ہے۔ ان معروضات کے ساتھ میں توقع کروں گا کہ وہ اپنے motion کو press نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب، اس تفصیلی بیان کے بعد--

ڈاکٹر محمد ریحان: جی، میں نے سن لیا ان کا شکریہ کہ انہوں نے تفصیل سے بتایا میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا جب اس قسم کی خبریں اخبار میں آجاتی ہیں چاہے وہ شکوک و شبہات کی بناء پر ہوں یا غلط فہمی کی بناء پر ہوں، متعلقہ وزارت جلد از جلد اس کی تردید کیوں جاری نہیں کرتی بجائے اس کے، کہ ہم اس پر adjourment motion لے آتے ہیں اور اس پر پھر ایوان کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ اکثر اوقات پھر بعد میں لمبے لمبے بیانات دیئے جاتے ہیں۔ اچھا نہیں ہو گا کہ متعلقہ وزارت alert ہو اور ان کو نوٹ کرتے رہیں۔

جناب چیئرمین: فصیح صاحب! اس مسئلے کا کیا کرنا چاہیئے اتنی خبریں آتی ہیں لوگ کہتے ہیں کہ صحیح نہیں ہے ایک نیا اخبار "تردیدی اخبار" ہونا چاہیئے۔ اس میں یہ آجایا کرے۔

سید فصیح اقبال: ہر وزارت میں ایک PRO ہوتا ہے اس کا کام ہے وہ اخبار پڑھتا ہے۔ اس کی ڈیوٹی میں شامل ہے کہ منسٹریوں کے جتنے PROs اور Ministry کے لوگ وہ بھی اخبار پڑھتے ہیں۔ ان کا فوری نوٹس لینا ضروری ہے۔ کسی اور اخبار کی ضرورت نہیں ہے۔

Mr. Chairman : So, not pressed in the light of the statement of the honourable Minister. Next is Iqbal Haider Sahib, technical defects in the functioning of the Jinnah Terminal. یہ منسٹر آف ڈیفنس وہ کریں گے۔ منسٹر فار پارلیمنٹری آفیئرز کدھر ہیں۔ یہ پوچھ لیتے ہیں اگر وہ لے لیں۔

(V) *Re* : TECHNICAL DEFECTS IN JINNAH TERMINAL

Syed Iqbal Haider : Sir, I humbly request that ordinary business of the House may kindly be adjourned to consider the following adjournment of urgent public importance :

"It is reported in the daily 'Dawn' Karachi dated 1st September, 1992 that barely five days after its going into full-fledged operation, the Rs. 5 billion worth new Jinnah Terminal has turned into a nightmare for the passengers, as scores of technical and other flaws keep surfacing creating immense problems for the passengers and the airlines.

"thirteen small elevators installed at the terminal have proved not only to be insufficient to handle the huge tournover of passanger and other people, but have also become the most unreliable. Since Thursday, one lift or the other gets stuck trapping passengers daily. On Thursday, lift No. 2, full of people, stopped in between for more than an hour. Sine then, at least several complaints of passengers have been reported.

"On Monday, all the three escalators where inoperative and some technicians were trying to remove the fault. After a few minutes, they succeeded in the repairing of one of the escalators. The over-flowing water from the clogged public toilets due to improper care, has also made the entire atmosphere very offensive at the Jinnah Terminal.

جناب چیئرمین: وزیر پارلیمانی امور۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا! اس کو next working day پر defer کیا جائے کیونکہ میں brief کے لئے try کر رہا تھا اور وہ مجھے ابھی تک نہیں ملا ہے۔ میں پرسوں اس کو لے لوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

سید اقبال حیدر: ٹھیک ہے جی۔

Mr. Chairman : O. K. This is deferred. Next Raja Afzal Khan Sahib, on the alleged interruptions caused by Indian Authorities during the speech of the Prime Minister made in Jakarta.

چوہدری امیر حسین: جناب والا! اس کے متعلقہ وزیر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔

راجہ محمد افضل خان: جناب والا! اگر آپ حکم دیں تو میں اسے پڑھے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، پڑھ دیں، میرا خیال ہے کہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(vi) READING INTERRUPTION CAUSED BY INDIAN AUTHORITIES DURING THE SPEECH OF PRIME MINISTER IN JAKARTA

راجہ محمد افضل خان: میں حالیہ وقوع پذیر خاص اہمیت کے حامل واضح مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے التواء کی تحریک پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے

وقت'' ۲ ستمبر ۱۹۹۲ء کی خبر کے مطابق بھارتی لابی نے ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والی وزیر اعظم پاکستان کی تقریر میں گڑبڑ کر دی۔ گڑبڑ اس وقت پیدا ہوئی جب وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف نے مسئلہ کشمیر کا ذکر شروع کیا۔ اس سے قبل بھی سارک کانفرنس کے موقع پر وزیر اعظم نواز شریف کے خطاب کا ایک لفظ بھی ریڈیو پاکستان سے نشر نہیں ہونے دیا گیا تھا۔ اس اہم معاملے کا فوری نوٹس لیا جائے تاکہ ایوان حقائق سے آگاہ ہو سکے۔

چوہدری امیر حسین: مجھے بھی ذاتی طور پر علم ہے کہ interruption تو ہوئی ہے، اور prima facie یہ تحریک بھی درست معلوم ہوتی ہے چونکہ متعلقہ وزیر تشریف نہیں رکھتے ہیں اس لئے اسے بھی پرسوں پر رکھ لیا جائے۔

جناب چیئرمین: تو اس کو بھی پرسوں پر رکھتے ہیں۔ جی حافظ صاحب!

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! جناب والا! سینٹ کی طرف سے جتنی بھی تحاریک ٹیبل کی جاتی ہیں ان کے لئے وزیر کا نہ ہونا، میں سمجھتا ہوں کہ عذر لنگ ہے اور تقریباً درجن تحاریک پڑھی جا چکی ہیں اور کہتے ہیں کہ متعلقہ وزیر نہیں ہے۔ اس وقت چونکہ نہ تو قومی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے نہ ہی وزیر اعظم صاحب کسی function میں ہیں نہ ہی کوئی تقسیم انعامات کی تقریب ہے اور نہ ہی ایوان صدر میں کوئی تقریب ہے اس کے باوجود یہاں وزراء حاضر نہیں ہیں تو پھر ہمیں یہاں کیوں زحمت دی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ آپ نے صحیح کہا ہے۔ طریقہ کار تو یہ ہوتا ہے کہ اگر وزیر حاضر نہ ہوں تو وہ کسی کی ذمہ داری لگا دیتے ہیں، لاء منسٹر کی یا کسی کی، تو وہ اس کو take-up کر لیتے ہیں۔ اس سے ایوان کا بہت سارا وقت بھی بچ جاتا ہے اور کام بھی چلتا رہتا ہے۔

چوہدری امیر حسین : آپ کی observation درست ہے، کچھ وزراء صاحبان تو brief دے گئے تھے۔

جناب چیئرمین : مجھے آپ کی دقت کا احساس ہے میں خود بھی آپ کی پوزیشن میں رہا ہوں۔ پانچ منٹ پہلے brief دے جاتے ہیں اس سے کام تو نہیں چلتا ہے۔

چوہدری امیر حسین : میں نے لیڈر آف ہاؤس سے یہی بات کی ہے، انشاء اللہ آئندہ آپ کو شکایت نہیں ہوگی۔

حافظ حسین احمد : اگر وزیر کم ہیں تو اور بھرتی کر لیں کیونکہ کام کو چلانا ہے۔

جناب چیئرمین : بالکل صحیح ہے۔

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY

Mr. Chirman : Next. We have received some messages from the National Assembly and I read them before you.

"In pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1992. I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Political Parties Amendment Bill 1992 on the 14th of October, 1992. A copy of the Bill is transmitted herewith." Next;

"In pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1992. I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Pakistan Army Amendment Bill 1992 on the 19th October, 1992. A copy of the Bill is transmitted herewith."

"In pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1992. I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Pakistan Navy Amendment Bill, 1992 on the 19th of October, 1992. A copy of the Bill is transmitted herewith."

"In pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1992. I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Pakistan Air Force Amendment Bill, 1992 on the 19th October, 1992. A copy of the Bill is transmitted herewith."

تو یہ ان کی طرف سے پیغامات موصول ہوئے تھے جو میں نے آپ کی خدمت میں پڑھے ہیں۔

Next is motion on behalf of Senator Iqbal Ahmed Khan. Item No. 2 on the Agenda.

MOTION U/S 171(1). CONDONATION OF DELAY IN PRESENTATION OF REPORT OF THE COMMITTEE ON RULES OF PROCEDURE ON PRIVILEGES

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Mr. Chairman, Sir, I humbly move that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Mir Nabi Bakhsh on the breach of privilege regarding the refusal of the Interior Division to issue arms licence to the mover for prohibited bore weapon, be condoned till today.

Mr. Chairman : It has been moved by Mr. Iqbal Ahmed Khan that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Mir Nabi Bakhsh on the breach of privilege regarding refusal of the Interior Division to issue arms licence to the mover for prohibited bore weapon, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman : Delay stands condoned. Item No. 3, Iqbal Ahmed Khan Sahib.

PRESENTATION OF REPORT OF COMMITTEE ON RULES OF PROCEDURE AND PRIVILEGES ON THE PRIVILEGE MOTION BY SENATOR MIR NABI BAKHSH

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Sir, I present report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Mir Nabi Bakhsh on the breach of privilege regarding the refusal of the Interior Division to issue arms licence to the mover for prohibited bore weapon.

Mr. Chairman : The report stands presented. Item No. 4, Iqbal Ahmed Khan Sahib.

MOTION U/S 171(1). CONDONATION OF DELY IN PRESENTATION OF REPORT OF THE COMMITTEE ON RULES OF PROCEDURE OF PRIVILEGES

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Sir, I beg to move;

"that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Hafiz Hussain Ahmed regarding failure of P.T.C. to install telephone connections recommended out of personal quote of the mover, be condoned till today."

Mr. Chairman: It has been moved by Senator Iqbal Ahmed Khan.

MOTION U/S 171(1) : CONDONATION OF DELAY IN PRESENTATION OF REPORT ON RULES OF PROCEDURE AND PRIVILEGES

That under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 delay in the presentation of report of the Committee on Rules on Procedures and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Iqbal Ahmad Khan regarding failure of P.T.C. to install telephone connections recommended out of personal quota of the mover be condomed till to day.

(The motion was carried)

Mr. Chairman : Delay stands condoned. Item No. 5, Iqbal Ahmed Khan !

MOTION U/S 171(1) : PRESENTATION OF REPORT OF THE COMMITTEE ON RULES OF PROCEDURE AND PRIVILEGES ON THE PRIVILEGE MOTION MOVED BY SENATOR HAFIZ HUSSAIN AHMED

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Sir, I present report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Hafiz Hussain Ahmed on the failure of P.T.C. to install telephone connections recommended out of personal quota of the mover.

TRANSPLANTATION AND USE OF HUMAN ORGANS BILL 1992

Mr. Chairman : Report stands presented. Item No. 6, Syed Iqbal Haider to move for leave to introduce the Bill to make provision relating to the use of Parts and Organs of Bodies of Deceased Persons for therapeutic and other purposes. Please make a short statement on it and tell the House about it.

Syed Iqbal Haider : Sir, I seek leave of this honourable House to move this Bill for Transplanation and use of Human Orangs. Sir, normally many of the people donate.

Chaudhry Amir Hussain : Sir, first he has to move.

Mr. Chairman : Iqbal Haider Sahib, please one minute, let me see what is its procedure.

Syed Iqbal Haider : Sir, normally this is a totally non-controversial Bill.

جناب چیئرمین : لیکن بات procedure کی ہو رہی ہے، کیا وزیر صاحب، آپ اس کو oppose کر رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر: نہیں نہیں، oppose کررہے۔ یہ انسانی خدمت کا سوال ہے خدا نہ کرے کل کسی کو ضرورت پڑے۔

چوہدری امیر حسین : اصل میں وہ floor مجھے دیں، تشریف رکھیں۔ تو میں گزارش کروں......جناب میں oppose کروں یا نہ کروں انہیں ایک statement ضرور دینی ہے خواہ گورنمنٹ نہ بھی oppose کرے میں اس کو oppose نہیں کر رہا کمیٹی کے سپرد ہو جائے یہ، کمیٹی اس کو دیکھ لے گی۔

جناب چیئرمین: اچھا۔ آپ oppose نہیں کررہے؟

چوہدری امیر حسین: ہاں جی۔

جناب چیئرمین : تو اس لحاظ سے آپ مخالفت نہیں کررہے تو پھر اب اس پر تقریر کی ضرورت نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر: بالکل نہیں ہے جناب۔

Mr. Chairman : So, I will have to put this motion to the House now.

Syed Iqbal Haider : Right, Sir.

Mr. Chairman : Senator Syed Iqbal Haider has moved for leave to introduce the Bill to make provisions relating to the use of parts and organs of bodies of deceased persons for therapeutic and other purposes. [The transplantation and Use of Human Organs Bill, 1992]".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Leave is granted. Now please introduce the Bill, Syed Iqbal Haider.

Syed Iqbal Haider : Sir, I move—

"That the Bill to make provision relating to use of parts and organs of bodies of deceased persons for therapeutic and other

purposes [The Transplantation and Use of Human Organs Bill, 1992], may be passed.

Mr. Chairman : Introduced.

Syed Iqbal Haider : May be introduced.

جناب چیئرمین : یہ اصل میں انہوں نے غلط ایجنڈا تیار کیا ہوا ہے۔ اس لیے یہ ہوا۔

چوہدری امیر حسین : یہ introduce ہو کر خود بخود کمیٹی کے سپرد ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین : جی مختصراً اقبال حیدر صاحب فرما دیں کہ یہ کیا ہے۔

Syed Iqbal Haider : Sir, the object is to legislate on the transplantation of the various organs of the human body, many people do like to donate. There was no law in the past to regulate this exercise, and kindneys and eyes, in particular, are one of those organs which are generally donated and result in saving of many valuable lives of the people, only to ensure that such transplantations takes place by the qualified doctors in a regular manner with the support of the law, I have introduced this Bill.

Mr. Chairman : Right. So, this will go to the Senate Standing Committee concerned. We shall look into it thereafter.Item No.8 Dr. Rehan Sahib.

THE NATIONAL INSTITUTE OF HEALTH ORDINANCE (AMENDMENT) BILL, 1992.

Dr. Muhammad Rehan : Sir, I beg leave of this honourable House to introduce "the Bill further to amend the National Institute of Health Ordinance, 1980 [The National Institute of Health Ordinance (Amendment) Bill, 1992]."

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Ch. Amir Hussain : Not opposed. Dr. Muhammad Rehan کیا مقصد ہے اس amendment Bill کا؟

Dr. Muhammad Rehan : Sir, this Ordinance had been promulgated during Martial Law period, that was in 1980, when

there was no elected Parliament in the country or elected bodies. The administrative control and executive of the Executive Board vests in the hands of bureaucracy. It is necessary and it is important because civilization means democratic institutions. So, all the laws which are present where powers are in the hands of bureaucracy, they should be democratized .It is necessary that in the presence of the elected Government, the authority and control of the institution may also be shared by the elected representatives of the people alongwith the bureaucracy by including them in the Board. The Bill seeks to achieve these objects.

Mr. Chairman: So, this will go to the Standing Committee. Next is Item No. 10-Dr. Rehan Sahib.

THE REGULARIZATION OF THE APPOINTMENTS OF MEDICAL OFFICERS AND ENGINEERS

ڈاکٹر محمد ریحان: میں اس معزز ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں بل for the regularization of the appointments of Medical Officers and Engineers جن کی تعیناتی adhoc بنیادوں پر ہوئی تھی اور پاکستان ریلوے میں ملازم ہیں ان کے متعلق میں یہ بل پیش کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Mr. Anwar Saifullah Khan : Opposed.

جناب چیئرمین: جی فرمائیں جی، کیا ہے ڈاکٹر ریحان صاحب؟

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب، یہ کچھ لوگ ہیں جن کی تعیناتی adhoc بنیادوں پر ہو گئی ہے اب وہ اس حد تک پہنچ گئے ہیں اگر اب وہ یہاں سے نکالے جائیں یا regularize نہ ہوئے تو کہیں اور ان کو ملازمت نہیں مل سکتی۔ اور اس طریقے سے وہ روزگار سے محروم ہو جائیں گے۔ اور حکومت نے پچھلے جون کے مہینے میں محکمہ صحت میں جو adhoc ملازمین ڈاکٹرز تھے ان کی regularization ہو گئی ہے اور اس وقت مجھے یاد ہے ایک متعلقہ وزیر

نے یہ یقین دہانی دی تھی کہ یہ جو ریلوے میں ڈاکٹرز اور انجینئرز ہیں، وہ کوئی مسودہ قانون لا رہے ہیں یا وہ کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے اس کی روشنی میں اس کی مخالفت نہیں ہونی چاہیئے اور مجھے اجازت دی جائے کہ میں یہ پیش کروں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر ریلوے۔

جناب انور سیف اللہ: جناب وزیر ریلوے کے ایماء پر۔ جناب یہ under process ہے اور اس پر وزارت ریلوے اور establishment Division کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اگلے قومی اسمبلی کے سیشن میں یہ پیش کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: اس لیے، اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جی۔

ڈاکٹر محمد ریحان: سر! اس کو defer کر دیں۔

Mr. Anwar Saifullah Khan : Sir, it should be withdraw because it is under process and it shall be presented before this House.

اگر یہ request کریں گے تو ہم.........

ڈاکٹر محمد ریحان: سر! defer کر دیں۔

جناب چیئرمین: defer کی بات نہیں۔

جناب انور سیف اللہ خان: Sir عرض یہ ہے کہ اس پر کام ہو رہا ہے This is being done. Sir, we will request the honourable member.....

جناب چیئرمین: جب گورنمنٹ خود کر رہی ہے وہ کہہ رہے ہیں۔

سید اشتیاق اظہر: Sir میری گزارش یہ ہے کہ بجائے قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے یہاں سینٹ میں کیوں نہ یہ پیش کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے پھر So, this is withdrawn then.

سید اشتیاق اظہر : جناب! میری تجویز یہ تھی کہ بجائے قومی اسمبلی میں یہ بل پیش کرنے کے یہاں سینٹ میں کیوں نہ پیش کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین : جی، اس پر بھی غور کر لیں، ویسے تو یہ لاء منسٹر پارلیمانی آفیسرز کا کام ہے کہ اس کو regulate کریں لیکن بہتر یہ ہوتا کہ کچھ Bills یہاں متعارف کرا دیئے جائیں تا کہ یہاں سے پاس ہو کر اور کچھ وہاں سے پاس ہو کر یہاں آجائیں تو اس طرح بوجھ بھی کم ہو جائے گا اور پھر یہاں بھی کام بڑھ جائے گا۔

چوہدری امیر حسین : Sir ایسے ہی کر رہے ہیں یہاں بھی انشاء اللہ تعالیٰ متعارف کرا رہے ہیں .... preferably یہاں ہی پیش کیا جائے گا۔ میں Railway Minister کو بھی یاد دہانی کرا دوں گا۔

جناب چیئرمین : آئندہ سے کچھ بل یہاں اور کچھ وہاں متعارف کرا دیئے جائیں۔

چوہدری امیر حسین : درست ہے جناب۔ For you (Ch. Amir Hussain), it will be much easier. اور دوسرا یہ ہے کہ کئی دفعہ یہ بات آئی بھی ہے کہ کوئی Joint Committees کا concept جو کہ rules میں آپ build in کر دیں کہ بجائے اس کے کہ جب بل یہاں آئے تو یہاں پر لوگ کہیں کہ بل صحیح نہیں ہے، فلاں غلطی ہے تو جس وقت آپ کوئی بل متعارف کراتے ہیں تو کوئی مشترکہ کمیٹی کی آپس میں کوئی میٹنگ ہو جائے تا کہ خامیاں سامنے آجائیں تو بل میں آپ کو دونوں Houses آسانی ہو جائے گی۔

چوہدری امیر حسین : سر میں معزز House کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب نے پہلے ہی اس تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک کمیٹی approve کی ہے تو آئندہ جناب، بالکل یہی طریقہ کار ہو گا کہ ایک بل جب آئے گا تو دونوں ایوانوں کے معزز ارکان کی کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: دیکھیں ناں اس کا فیصلہ ہو گیا ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔

چوہدری امیر حسین: جناب والا! عمل شروع ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: اس کا یہ کریں کہ اگر آپ rules میں ترمیم کر دیں اور اس کو ذرا دیکھ لیں۔

چوہدری امیر حسین: Sir اس کو consider کر لیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: Sir میں نے وزیر متعلقہ کو متوجہ کیا تھا۔ دراصل اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مشترکہ اجلاس کے rules بھی بنائے جائیں اور Joint Committees کے بھی،.........

جناب چیئرمین: نہیں Joint Session تو تب ہو گا کہ اگر وہاں سے کوئی بل آتا ہے اور پاس نہیں ہوتا تو تب ہو گا ناں۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں یعنی Joint Committees کا اور جائنٹ سیشن کا، ان دونوں کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک Committee of the House بنائی جائے جس میں دونوں Houses کے ممبرز ہوں اور وہ rules کو frame کر کے جلد سے جلد لے کر آئے یہ بڑی سخت ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

چوہدری امیر حسین: جناب! میں یہ بھی inform کرنا چاہتا ہوں کہ Joint sitting کے rules بھی ہم نے exercise کر لئے ہیں۔ فاضل ممبران سے مشورہ کرنا ہے جو ہماری parties کے Heads ہیں ان سے بھی یہ مشورہ کرنا ہے۔ جوائنٹ سٹنگ کی جو committees ہوتی ہیں، مثلاً Bills کی کمیٹی، rules کی کمیٹی وہ بھی ہم نے propose

کی ہیں۔ تو وہ ہم باہمی افہام و تفہیم سے جیسا کہ ایک طریقہ کار ہے، بیٹھ کر اس کو finalise کر لیں گے۔ تو وہ بھی انشاء اللہ ہو جائے گا۔

Mr. Chairman: So, this stands withdrawn.

ڈاکٹر محمد ریحان : تو میں یہ نتیجہ نکالوں کہ جناب وزیر صاحب نے یقین دہانی کرائی کہ اس سلسلے میں حکومت اپنا بل لا رہی ہے۔ یہ ذرا وضاحت کریں کہ اس میں کتنا عرصہ لگے گا۔

جناب چیئرمین: جی کچھ فرما سکیں گے انور سیف اللہ صاحب! آپ نے فرمایا ہے کہ یہ بل گورنمنٹ لا رہی ہے۔ Time کے بارے میں کچھ فرما سکیں گے۔

جناب انور سیف اللہ خان: جناب! یہ اس وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے پاس پڑا ہوا ہے۔ وہ اس کو دیکھ رہے ہیں۔ جو ہاؤس اس وقت سیشن میں ہو گا whether it is the National Assembly or the Senate. I think in the very near future Sir, we have already been working on this and the Minister for Railways has assured me and Sir, and I assue the House that it will come *Insha Allah* very soon.

Mr. Chairman : Yes, Abdullah Shah Sahib !

Syed Abdullah Shah : Sir, these have been given extension till December this year. After that, they have to go. I will request the honourable Minister that they have taken so much time. They can bring the law before this very house, we can pass it and then it can be passed by the National Assembly before December is out.

Mr. Anwar Saifullah Khan : It will be done Insha Allah before that, Sir.

Mr. Chairman : Right. So, next is item No. 12 Prof. Khurshid Ahmad Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب چیئرمین، آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ G-6 Islamabad کے مکانات کے بارے میں یہ ایوان پچھلے پانچ سال سے مختلف طریقوں سے کوشش کر رہا ہے کہ مسئلے کا کوئی معقول حل نکل سکے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! اس کا procedure کیا ہو گا۔ آپ پروفیسر صاحب move کریں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی، میں اسی پر آرہا ہوں۔ more کرنے سے پہلے ایک بات کہنا چاہ رہا ہوں۔ اس میں اس بات کی ہم نے کوشش کی ہے کہ حکومت کے نمائندوں سے بھی اس سلسلے میں کوئی مزید بات چیت ہو۔ تو اس چیز کے پیش نظر میں یہ propose کر رہا ہوں کہ اس کو آج بجائے اگلے اتوار کو لے لیا جائے تاکہ اس اثناء میں جو گفتگو ہو رہی ہے اگر وہ کوئی شکل اختیار کر لیتی ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ ہم اس کو اگلے ہفتے لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب! ان کی تجویز یہ ہے کہ اگر آپ کی کوئی بات چیت ہو رہی ہے تو اس کو اگلے ہفتے take-up کر لیا جائے۔

سید فخر امام: جی ہاں، اگر اس کو آگے کر لیا جائے۔

پروفیسر خورشید احمد: اگلے ہفتے سے کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: اگلے ہفتے سے تو اس کو اگلے ہفتے تک refer کیا جاتا ہے۔ Next is item No. 14. Further discussion on the following motion moved by Khawaja Muhammad Asif.

"This House may discuss the rapid population growth in the country".

اس پہ میرا خیال ہے کچھ تقاریر تو ہو چکی تھیں اور رانا نذیر احمد شاہد اس کو deal کر رہے تھے۔ وہی کر رہے ہیں۔ تو اس پر کوئی تقریر کرنا چاہئیں گے۔ اس کو ریحان صاحب، فصیح اقبال صاحب۔

چوہدری امیر حسین :اس بار میری گزارش ہے کہ چونکہ concerned Minister نہیں ہیں۔ شائد wind up نہ ہو سکے۔

جناب چیئرمین : wind-up کی بات آئے گی تو defer کر دیں گے۔ جی ڈاکٹر ریحان صاحب!

FURTHER DISCUSSION ON THE MOTION *RE:* REPID GROWTH IN POPULATION

ڈاکٹر محمد ریحان :جناب والا آج سب سے سنگین مسئلہ جس کو ہماری قوم اور ملک کو سامنا ہے، وہ آبادی میں بے تحاشا اضافہ ہے۔ جناب جس وقت پاکستان وجود میں آیا تھا موجودہ مغربی پاکستان کی آبادی تین کروڑ کے قریب تھی۔ آج آبادی تیرہ کروڑ سے تجاوز کر گئی ہے۔ اس کی بنیاد پر جب ہم دیکھتیں ہیں ہمارے سامنے جو روزگار کے مسائل ہمارے پیدا ہو رہے ہیں۔ جو ہمارے سکولوں پر pressure ہے، ہمارے ہسپتالوں پر pressure ہے، ہمارے ہاؤسز پر پریشر ہے، ہمارے کھیلوں کے میدانوں پر pressure ہے، اس کی بڑی وجہ ملک میں بے تحاشا آبادی ہے۔ جناب ہر ایک ملک میں جب کچھ کیا جاتا ہے تو اس کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت شروع کر دی اور آبادی بڑھتی گئی لیکن اس کے لئے انہوں نے کوئی حل نہیں بتایا۔ آج جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے وہ ہیں جرائم چاہے drug addiction ہو یا frustration، جو کچھ بھی ہے اس کی root cause ملک کی آبادی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ مجھے یاد ہے جب اس مسئلے کو ہمارے محترم دوست خواجہ آصف نے پیش کیا تو اس وقت جون کے مہینے میں، مجھے اپنے کچھ دوستوں کی تقاریر یاد ہیں، ایک صاحب نے کہا تھا کہ نہیں، یہ ملک معاشی نظام سے تعلق رکھتا ہے اور اگر ملک کا معاشی نظام کسی اور پر ڈالا جائے تو یہ لوگوں کو روزگار وغیرہ دیا ان کی اس کے

ساتھ جو محرومیاں ہیں وہ ختم ہو جائیں گی۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ China کا معاشی نظام آج کل سوشلسٹ line پر ہے، انہوں نے بھی اس کے بارے میں سوچا ہوا ہے اور انہوں نے باقاعدہ اس کی منصوبہ بندی کی ہے اور اس پر توجہ دی ہے۔ تو یہ کہنا کہ یہ معاشی نظام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور چونکہ ہم اس ملک میں اپنا ایسا نظام نہیں لا رہے ہیں جس میں سب یہ ہو، تو میرے خیال میں یہ غلط ہے۔

میں نے ایک صاحب کو سنا تھا، انہوں نے کہا تھا کہ مصنوعی طریقوں سے آبادی کو نہیں روکنا چاہیئے۔ تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پھر تو اگر کوئی بیمار پڑ جائے تو اس کا علاج بھی ایک مشکل طریقہ ہے۔ اگر اس کو بھی ہم کہیں کہ سب کچھ قدرت کے رحم و کرم پر چھوڑ دو تو پھر تو علاج بھی نہیں کرنا چاہیئے اور اس کے متعلق بھی ایسے کچھ نہ ہو۔ تو جناب ! اس میں ایسی باتیں آجاتی ہیں جیسے کچھ ہمارے صاحبان کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اس طرح خاندانی منصوبہ بندی کی جائے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ بنگلہ دیش بھی ایک مسلمان ملک ہے، ملائیشیا بھی مسلمان ملک ہے، مصر بھی مسلمان ملک ہے اور ایران بھی مسلمان ملک ہے۔ میں نے جہاں تک سنا ہے، وہاں پر مذہبی رہنماء باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ وابستہ ہیں اور وہ بھی لوگوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی طرف ترغیب دیتے رہتے ہیں۔

جناب ! ہمیں چاہیئے کہ اس گھمبیر مسئلے کو، جو ہمارے سارے مسائل کی root cause ہے، اس کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے اور بڑے زور شور سے اس کے متعلق لوگوں میں awareness پیدا کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی جناب فصیح اقبال صاحب۔ آپ کی ذرا لمبی بات ہوتی ہے۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین صاحب ! یہ قومی اہمیت کے اعتبار سے سب سے بڑا موضوع ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے اور جتنے third world ممالک

ہیں، میرے خیال میں فیملی پلاننگ کا مسئلہ نہیں ہے یہ بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ ہے۔ اس بے تحاشا بڑھتی ہوئی آبادی کی کم از کم third World ممالک میں جو ratio ہے وہ دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ اور ان کی تمام منصوبہ بندیاں ناکام ہو جاتی ہیں اور جو لوگ متمول ہیں وہ بھی اسی عدم منصوبہ بندی کا سامنا ہیں۔ پاکستان میں بدقسمتی سے جب سے یہ مسئلہ آیا ہے، بڑھتی ہوئی آبادی کی روک تمام کے لئے کسی بھی گورنمنٹ نے اس مسئلے کو صحیح طور پر takcle نہیں کیا۔ اور ہمیشہ یہ مذہبی طور پر بھی متصادم رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی اسلام کو استعمال کیا گیا ہے کسی حکومت نے آج تک اس کو اچھے کام کے لئے استعمال نہیں کیا۔ ہمیشہ اسلام بار بار استعمال ہوا ہے کہ صاحب اسلامی طریقے سے ہو رہا ہے۔ کوئی بھی منصوبہ بندی یا کوئی بھی اسکیم یا کسی بھی پروجیکٹ کا کوئی نتیجہ نہیں ہے اور پاکستان میں جمہوری حکومتوں کو اس طرح سے اسلام کے نام پر روندا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کا نام اس میں بھی لیا گیا کہ صاحب مولوی نہیں چاہتے۔ لوگوں کے منڈیٹ میں کسی بھی مہذب ملک میں اور کم از کم پاکستان میں جتنے بھی ادارے ہیں آج تک اگر انہوں نے کوئی کوشش کی ہوتی تو اس کے یہ نتائج نہ ہوتے جو اب بھیانک صورت میں آئے ہیں۔ لوگوں نے محکمے بنائے اور پر انہوں نے بڑے بڑے tours کئے اور افسروں نے کبھی بھی یہ message عام آدمی تک نہیں پہنچایا اور ایسے ذرائع نہیں نکالے۔ ذرائع ابلاغ کو استعمال نہیں کیا۔ ملک میں مذہبی تنظیمیں ہیں دینی تنظیمیں ہیں ان میں لوگ جدید علوم کا ادراک رکھتے ہیں۔ لیکن کبھی بھی ایسا مسئلہ نہیں ہوا۔ تو یہ کہنا کہ مذہب کا اس سے کوئی تصادم ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناجائز ہے اور جہاں مذہب بہت سے اچھے کاموں کی اجازت دیتا ہے، میں کہتا ہوں اسلام خود دین فطرت ہے۔ کہاں آپ نے استعمال کیا ہے۔

آج آپ پاکستان میں دیکھیں کہ سود کے کاروبار کے سلسلہ میں ابھی تک ہم ابہام کا شکار ہیں کہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ربویٰ حرام ہے اس کے لئے آپ period مقرر کر سکتے ہیں۔ آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس کو اسی طرح اپنی ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے کہ چونکہ آپ کو دوسرے ملکوں سے قرض لینا پڑتا ہے اس کو نفع کی شکل دے لیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ہی نہیں بلکہ جتنے بھی اسلامی ممالک اور دیگر ممالک ہیں وہاں جو پروگرام چل رہے ہیں یا انہوں نے پروگرام بنایا ہے انہوں نے ایک سوشل پلان کے طور پر، اپنی نئی منصوبہ بندی کی ہے۔ اور وہ تمام تقاضے پورے کئے ہیں جو ایک پروگرام کو چلانے کے لئے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے بھائی نے کہا کہ بنگلہ دیش اور مصر، وہاں اس طرح کامیابی سے چلایا کہ سب سے زیادہ آبادی کا ان کو بھی خطرہ ہے۔

پاکستان میں آپ دیکھیں کہ آبادی کے سلسلے میں جو facts and figures ہیں، جتنی بھی آپ کا محکمہ شماریات منصوبہ بندی کرتا ہے وہ سب بجٹ کے بعد دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ ان کو آج تک یہ پتا نہیں کہ پاکستان کی آبادی کتنی ہے۔ آپ ایک شہر کی census دیکھیں۔ کراچی کو لیں۔ census میں وہ سات ملین ہے لیکن کہتے ہیں کہ ایک کروڑ سے زائد ہے۔ تو آپ کون سی منصوبہ بندی وہاں کر سکتے ہیں کہ ٹرانسپورٹ وہاں پہنچائیں، طبی سہولتیں دیں۔ ان کو ration پہنچائیں۔ تو یہ ایک بنیادی جزو کے طور پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس طرح سے لینا چاہیئے کہ priority No. 1 اگر کوئی منصوبہ بندی ٹھیک طور پر ہو سکتی ہے تو آپ بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کے لیے ان کو صوبائی طور پر، ڈسٹرکٹ کونسل کے طور پر کونسلیں بنائیں ان میں منتخب نمائندے ہوں، وہاں کے مدارس کے اساتذہ شامل ہوں اور مذہبی تنظیموں کے سربراہوں کو بھی اعتماد میں لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھرپور تعاون

کریں گے اور کوئی آدمی نہیں چاہتا کہ اپنے ملک میں خوشحالی اور منصوبہ بندی صحیح طور پر نہ ہو۔

اب تک جتنے بھی محکمے چل رہے ہیں nation building کے اس میں سب لوگ۔ ہماری بیوروکریسی نے اسے یہ سمجھا ہوا ہے کہ اس میں امریکہ کے کچھ trips ہو جاتے ہیں باہر علاقوں میں ٹریننگ لیتے ہیں لیکن کبھی بھی اپنے محکمے کو یا اس منصوبہ بندی سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کو نئے سرے سے تشکیل دیں اور موجودہ دور میں میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے رانا نذیر احمد صاب جب آئے ہیں بہت زیادہ جوش و جذبہ کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ وہ خود اس کا ماڈل ہو گئے ہیں۔ ٹی وی میں میں نے ایک دن دیکھا کہ جس طرح سے کوئی ماڈل کہتا ہے اور انہوں نے ڈاکٹر اے کیو خان کو بھی استعمال کیا اس کے لئے (—) ڈاکٹر اے کیو خان جیسے عظیم سائنسدان کو، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح لوگوں میں ایک جذبہ ہے اور بھی ہماری تنظیمیں آسکتی ہیں۔ وہ اگر کام کرنا چاہیں تو لوگ تعاون کر سکتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت نیک نیتی سے اس منصوبے کو چلانا چاہتی ہے تو اس میں لوگوں کو اعتماد میں لینا پڑے گا۔ ان تنظیموں کو اعتماد میں لینا ہو گا۔ اور عام آدمی تک آپ کو پہنچنا ہو گا اور میرے خیال میں اس کے بڑے مثبت نتائج مرتب ہوں گے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو کم از کم اس محکمے میں انہوں نے جو وزیر مقرر کیا ہے۔ وہ اس کے لئے نہایت درست ہے اور وہ جہاں بھی جا رہا ہے اس نے کم از کم ایک جلوس نکالا پشاور میں بلکہ پشاور اور بلوچستان تو ویسے بھی کم آبادی کا شکار ہیں وہاں آبادی نہیں ہے۔ یعنی وہاں منصوبہ بندی کی ضرورت ہی نہیں ہوتی چاہیئے۔ اس لئے کہ وہاں ہماری آبادی میں کمی ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں سمجھتا ہوں کہ ملکی منصوبہ بندی کے لحاظ سارے پاکستان میں یکساں نظام چلایا جائے، اس کے لئے زیادہ آسان زبانوں

میں اور خاص طور پر اپنی پاکستانی زبانوں میں لٹریچر شائع کیا جائے اور ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا جائے تا کہ اس کے سارے تقاضے پورے ہوں اور عام آدمی کو اس پر اعتماد ہو۔ شکریہ!

اخونزادہ بہرہ ور سعید: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین صاحب! جس موضوع پر اس ایوان میں بحث ہو رہی ہے بہتر یہ تھا کہ اس پر علماء بھی بحث کرتے اور شاید انہوں نے کی بھی کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے ہماری حکومت جو اقدامات کر رہی ہے وہ کس حد تک صحیح ہیں۔ جب میں اس چیز کو watch کرتا ہوں تو میرے خیال میں جو محکمہ جو کچھ اس سلسلے میں کام کر رہا ہے، وہ ٹی وی اور ریڈیو تک محدود ہے۔ یہ آبادی کیوں بڑھ رہی ہے۔ اس کی وجوہات نہ حکومت نے معلوم کرنے کی کوشش کی ہے اور اگر معلوم کی ہیں تو کسی کو بتانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

اگر دیکھا جائے تو rural area میں آبادی زیادہ بڑھتی ہے۔ اور خاص کر ان لوگوں کے ہاں، جو بیروزگار ہیں۔ ویسے فصیح صاحب نے تقریر اچھی کی ہے اگر فصیح صاحب کے نقش قدم پر چلیں یا فدا محمد خان صاحب کے نقش قدم پر چلیں تو کافی contribution ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں۔ تو فصیح صاحب نے اپنا تجربہ نہیں بتایا کہ انہوں نے کون سا طریقہ اختیار کیا ہے۔ بہر کیف، میری گزارش یہ ہے family planning محکمہ کے ساتھ میں نے کئی سال کام کیا ہے۔ اور میں ایک ہی نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہاں صرف نشستند و گفتند و برخاستند ہوتی ہے۔ جتنے فنڈز باہر سے آتے ہیں۔ لاہور میں جو محکمے کے بیٹھے ہوئے ہیں اسے ہضم کر لیتے ہیں اور باقی اضلاع یا صوبوں کو سال میں ایک مرتبہ میٹنگ کے لیے بلا لیتے ہیں اور اس میں یہ ہوتا ہے جناب! کہ وہاں پر دو سال کے بعد ایک الیکشن ہوتا ہے اور اس الیکشن میں لوگوں سے ووٹ لے لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اچھا ووٹ ہو گئے۔ آپ کھانا کھائیں واپسی پر result ہو گا۔ جب آپ کھانا کھا کر واپس آتے

ہیں تو وہی officer bearers دوبارہ منتخب ہو جاتے ہیں۔ تو اس طرح سے جو کام ہو رہا ہے یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ اس میں کسی کی کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے۔ صرف گورنمنٹ کے فنڈز استعمال کر رہے ہیں۔ اس میں یہ دیکھنا چاہیے کہ آخر یہ بچے یا اس کے لئے جو طریقہ استعمال کیا ہے میرے دو بچے ہیں۔ موٹر سائیکل پر جاتے ہیں۔ میں بڑا اچھا ہوں۔ ٹھیک ہے تمہارے دو بچے ہیں تو اس میں حکومت کی کیا contribution ہے۔

جناب عالی! اس کے لیے ایک اچھی منصوبہ بندی ہونا چاہئے۔ اس میں اس منصوبہ بندی سے پہلے وہ وجوہات تلاش کی جائیں یہ آبادی کیوں بڑھ رہی ہے۔ جب پاکستان بنا تو آبادی اتنی تھی اب زیادہ زور ہے۔ جب سے یہ محکمہ بنا ہے، میں تو یہ کہوں گا کہ یہ اسے کنٹرول نہیں کر رہا ہے اسے ڈی کنٹرول کیا ہے یہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔ آبادی بڑھتی ہی رہتی ہے۔ جب آبادی بڑھے گی تو اس کے لیے خوراک کی ضروت بھی ہو گی اور پھر دوسری چیزوں کی بھی قلت ہو گی اور پاکستان کی جتنی کوشش ہے کہ ہم زرعی طور پر ترقی کریں یا معاشی طور پر کوئی ترقی کریں اتنی ترقی ہم نہیں کر سکتے جتنے ہمارے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں اور آبادی بڑھ رہی ہے تو یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ ایک محکمہ یا چند افسران جو لاہور یا کراچی میں بیٹھے ہوں، اسے deal کریں۔

اس مسئلے کو سنجیدگی سے لینا چاہئے اور یہ واقعی ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ اگر اسی طرح آبادی بڑھتی رہی تو خدانخواستہ کوئی ایسی تکلیف ہم پر آسکتی ہے جو سیلاب سے بھی زیادہ ہو گی۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ موجودہ محکموں پر نظر ثانی کی جائے اور اس کے لیے کوئی کمیشن مقرر کر کے، اس کی وجوہات معلوم کی جائیں کہ آبادی کیوں بڑھ رہی ہے۔ اور اسے کیسے کم کیا جاسکتا ہے! جب تک یہ مسائل طلب ہیں تو اس محکمے کا وجود یا اس پر پیسہ خرچ کرنا وقت اور ملک کے پیسوں کا ضیاع ہے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: مزمل شاہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں اس پر؟

سید مزمل شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر ریحان صاحب جو موشن آج اس ایوان میں لائے ہیں۔ یہ اس لحاظ سے ہے کہ معاملہ بہت زیادہ اہم ہے۔ اس ایوان میں اس motion سے پہلے بھی اس موضوع پر کئی دفعہ بات کی گئی ہے۔ ہماری بد قسمتی ہے کہ اب تک، میں یہ سمجھتا ہوں کہ، حکومت نے اس معاملے میں شاید کوئی سنجیدگی سے نوٹس نہیں لیا ہے جناب چیئرمین ! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک گھناؤنا مسئلہ ہے اور یہ ہر روز اس قدر گمبھیر اور پیچیدہ ہوتا جارہا ہے کہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس ملک میں جتنے بھی پنج سالے منصوبہ بنے ہیں وہ کبھی کوئی کامیاب نہیں ہوا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اس ملک کی انتہائی بڑھتی ہوئی آبادی ہے اور حالات جناب والا! اس وقت یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ میرے خیال میں کاشت تو اپنی جگہ پر رہ جائے گی اگلے ۴، ۵ سال میں شاید پاکستان کی سرزمین پر لوگوں کو مکان بنانے کے لئے بھی جگہ ملنی مشکل ہو جائے گی جناب چیئرمین ! اس معاملے میں وردک صاحب نے، جب صدر صاحب کے خطاب پر اس ایوان میں بات ہو رہی تھی، اس وقت بھی انہوں نے زور دیا تھا اور جہاں تک میری یاداشت ہے جناب والا! یہاں کے ہر رکن نے اس معاملے پر پریشانی کا اظہار کیا تھا جناب والا ! اگر آپ آج دیکھیں تو یہ جتنے بیروزگاری کے مسائل ہیں، مہنگائی کے مسائل ہیں یہ فراسٹریشن ہے یہ مایوسی ہے اور جتنے رسل و رسائل کے مسائل ہیں، سڑکوں پر حادثات کے مسائل ہیں، سڑکوں کے ناکارہ ہونے کے مسائل ہیں، تعلیم کے مسائل ہیں یا بالخصوص مہنگائی کے جو مسائل ہیں، یہ ساری چیزیں جو ہیں یہ آبادی کے اس بڑھتے ہوئے رجحان سے متعلق ہیں۔ تو جناب چیئرمین ! یہاں پر ہر بات جب آتی ہے تو اس کو اسلام سے منسلک کر دیا جاتا ہے بحیثیت مسلمان میرا تو یہ خیال ہے کہ اسلام میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس میں اعتدال کو چھوڑا گیا ہو وہ کہیں بھی نہیں ہے، کسی مسئلے پر بھی نہیں ہے ہر جگہ اسلام جس چیز کا پرچار

کرتا ہے وہ اعتدال ہے تو اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے اور اس ایوان کی وساطت سے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس قوم کی موجودہ جو حالت ہے جو اس کی بے کسی اور بے بسی اسی مسئلے کی وجہ سے ہے۔ اس سلسلے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ سختی سے اس کا نوٹس لے ورنہ ہر چیز دھری کی دھری رہ جائے گی اس ملک کا وجود تک ختم ہو جائے گا، اس سے ہر روز پریشانیاں بڑھتی رہیں گی اس لئے اس کے متعلق فوری اقدامات کی ضرورت ہے اور جناب والا! میں یہ چاہوں گا آپ کی وساطت سے اور اس ایوان کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اس اجلاس کے دوران یا اگلے کسی اجلاس میں حکومت اس ضمن میں پالیسی واضح کرے اور اس پالیسی کو اس ایوان میں وزیراعظم ذاتی طور پر آکر اتنے اہم مسئلے پر خود آکر یہاں پر گفتگو کریں اور اس ایوان کو بھی مطمئن کریں۔ اس ملک کے عوام کو بھی مطمئن کریں تو میری یہ استدعا ہو گی اور میرے خیال میں اس معزز ایوان کے ممبران سب اس بات سے اتفاق کریں گے۔ وزراء کرام کو بھی یقیناً اس کی بات سے اتفاق ہو گا تو میں پھر دوبارہ یہ عرض کروں گا کہ اس پر لازماً انتہائی سنجیدگی سے سوچا جائے شکریہ!

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمان الرحیم، جناب چیئرمین! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضع پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جناب والا! یہ مسئلہ فی الحقیقت اہم ہے اس سے انکار نہیں لیکن اس پر غور کرنے کے لئے جس سنجیدگی اور اس کے ہمہ پہلو احاطے کی ضرورت ہے اگر اسے نظر انداز کر کے ہم نے محض جذباتی انداز میں سنی سنائی باتوں کے اوپر یا جو مغربی اقوام نے اپنی ثقافت، اپنی تہذیب اپنی اقتدار کے سلسلے میں ایک عالمگیر پالیسی بنائی ہے، اس کا شکار ہو کر ہم نے کوئی فیصلہ تو کیا تو یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہو گا۔ تجویز یہ ہے کہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے اس پر

بات کی جائے۔ پہلی چیز یہ ہے اور مجھے اتفاق ہے اپنے ان دونوں بزرگ ساتھیوں سے، جنہوں نے کہا ہے کہ ہمارے ملک میں اعداد و شمار کے بارے میں بڑی بے اطمینانی پائی جاتی ہے اور جو معلومات ہیں وہ ناقابل اعتبار ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس مفروضے پر ہم بات کر رہے ہیں سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ اس کا صحیح سائنسی base معلوم کی جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ آبادی کے اعداد و شمار صحیح انداز میں اور صحیح تفصیل کے ساتھ ہمارے سامنے آئیں، تبھی اسی پر کوئی بات ہو سکتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آبادی میں اضافہ ایک اضافی term ہے آبادی میں اضافہ دیکھنا پڑتا ہے اس نقطہ نظر سے کہ ملک کے وسائل کیا ہیں ملک کی ضروریات کیا ہیں ابھی میرے محترم بھائی نے کہا کہ سرحد میں اور بلوچستان میں دراصل آبادی کی ضرورت ہے، وہ تو under propulated ہیں ایک ہی پالیسی دونوں مقامات پر اختیار نہیں کی جا سکتی اس لئے آبادی کے معاملات کے بارے میں جب تک کہ آپ گہرائی میں جا کر چیزوں کو سامنے نہ رکھیں تو کوئی پالیسی بنانا ممکن نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں آپ یہ دیکھیئے کہ زرعی سوسائٹی اور اربن سوسائٹی ان دونوں کے معاملے میں آبادی کی جو ضروریات ہیں وہ مختلف ہیں۔ آپ rural socialogy کا جتنا مطالعہ کریں گے آپ یہ پائیں گے کہ زرعی آبادی کے لیے زیادہ آبادی کی ضرورت ہوتی ہے وہ آبادی کو زیادہ آسانی کے ساتھ جذب کر سکتی ہے اور دنیا میں جہاں بھی آبادی کا مسئلہ پیدا ہوا ہے وہ ایک شہری ایک اربن کی حیثیت سے پیدا ہوا ہے تو کوئی بھی ملک محض generalised انداز میں ان معاملات کے اوپر غور نہیں کر سکتا اس لئے زیادہ گہرائی میں جانا پڑتا ہے اسی طرح یہ دیکھئے کہ آپ کا اس وقت فی میل یا فی کلومیٹر آبادی کتنی ہے density of population کیا ہے density of population ایک indicator ہوتا ہے یہ جاننے کا

کہ اس ملک کے رقبے معاشی وسائل اور آبادی کے درمیان کیسا تناسب ہے اور یہ density بدلتی ہے ٹیکنالوجی کی مناسبت سے economic development کی مناسبت سے economic emergency کی مناسبت سے نالتھس نے دو سو سال پہلے جس ہوے کو دیکھایا تھا اگر وہ صحیح ہوتا تو آج دنیا میں کھڑے ہونے کے لیے جگہ نہیں ہونی چاہیئے تھی لیکن اس کی ساری predictions غلط ثابت ہوئیں اس لئے کہ اگر انسان ایک منہ لے آتا ہے تو دو ہاتھ اور دو پاؤں بھی لے کر آتا ہے اور معاشی ترقی، ٹیکنالوجی، نئے وسائل کی دریافت، ان کا استعمال ان کے نتیجے کے طور پر معیار زندگی اور وہ توازن جو ہوتا چاہیئے، آبادی کے درمیان وہ بدلتا رہتا ہے وہ کوئی static چیز نہیں ہے۔ جاپان کی مثال لیجیئے جاپان میں اس وقت فی میل تین ہزار آبادی ہے، پاکستان میں یہ ڈھائی سو کے قریب ہے اور بلوچستان میں بچاس سے بھی کم ہے۔ تو جو indicators ہیں ان سب کو سامنے رکھ کر کے آپ کوئی بات نہیں کریں گے محض generalized انداز میں بات کرنا صحیح نہیں ہے۔

پھر آپ اگر تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ تاریخ کے وہ تمام ادوار، خصوصیت سے، مغربی اقوام ۲۰۰ سالہ تاریخ کو آپ دیکھیں تو ان کی economic expansion کا period اور ان کی آبادی کے اضافے کا عرصہ یہ ساتھ ساتھ چلے ہیں ان کے درمیان correlation ہے۔ اس لئے کہ آبادی کا اگر صحیح استعمال ہو تو وہ material resources سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ کسی ملک کی معاشی ترقی کو حاصل کرنے کے لئے اس سلسلے میں اگر یہ ایوان تیار ہو تو میں اس بات کے لئے بالکل تیار ہوں کہ دو اور دو چار کے طریقے سے سارا جو تاریخی data ہے وہ آپ کے سامنے لا کر کے رکھوں میں نے اس موضع کا مطالعہ کیا ہے۔ ٹھیک ہے، میری رائے سے آپ کو اختلاف ہو سکتا ہے اور آپ کو حق ہے کہ آپ اختلاف کریں۔ لیکن میں جو بات اس لئے کہتا ہوں کہ میں آپ کو ایک

ایک چیز کے لیے تمام historical evidences جو ہے، وہ پیش کر سکتا ہوں وہ محض curiosity caorsity پر مبنی نہیں ہے۔ اس طریقے سے، جناب والا ! میں آپ کے سامنے یہ بات بھی رکھنا چاہتا ہوں کہ آبادی کے اضافے کے کچھ خاص قواعد اور قوانین ہیں جسے bocialigist theory and demographic change کہتے ہیں اور اس کے مختلف cycles ہوتے ہیں جن کے اندر یہ رونما ہوتی ہے اور اسی وجہ سے، تاریخی evidenes کی بنا پر زیادہ سے زیادہ کہی جا سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ تعلیمی آمدنی اور health facilities کی availability (—) یہ وہ تین correlations ہیں جن کے تنیجے کے طور پر آپ سے آپ کسی غیر معمولی intervention کے بغیر آبادی میں اضافے کی رفتار جو ہے وہ کم ہوتی ہے۔ اور ہمارے ہاں بد قسمتی سے اصل problems یہ ہیں ہم نے صحیح انداز میں نہ مسائل کو سمجھنا ہے نہ صحیح پلاننگ کی ہے۔

فیملی پلاننگ کا آغاز یہاں ایوب صاحب کے زمانے میں ہوا۔ اس وقت سے لے کر اس وقت تک بالکل حساب کا data تو میرے پاس نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ پچھلی سینٹ کی کمیٹی نے پاپولیشن والوں کو بلایا تھا اور اس سے hearing کی تو اس کے اندر ہمارے سامنے یہ بات آئی کہ وہ مسائل استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن حقیقتاً اس کا کوئی اثر آبادی پر نہیں ہوا بلکہ جو data ہے وہ defencive ہے۔ یہ ہے کہ ۷۰ء میں یہ اضافہ 2.7 ملین تھا اب یہ اضافہ 3.1 ہے اگر billion خرچ کرنے کے بعد آپ نے کمی کی بجائے اضافہ کر لیا ہے تو آپ کو سوچنا چاہیئے کہ آپ نے پیسہ کہاں خرچ کیا ہے؟ اور اس کے مقابلے میں اگر آپ صحیح پلاننگ کریں اور جو حقیقی indicators ہیں، جن سے آبادی آپ سے کنٹرول ہو گی تو ہم نے ان کی فکر ہی نہیں کی یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ development study جو ہے وہ capital intensive بھی ہوتی ہے اور labour intensive بھی ہوتی ہے۔ وہ development strategy جو جاب پیدا کرنے والی ہو،

ہم نے وہ اختیار ہی نہیں کی اور ہم نے اپنے ہاں پلاننگ کا جو ماڈل اختیار کیا ہے، وہ capital intensive ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ساری آبادی کو ختم کر دیں آپ دو نہیں ایک بچہ بھی پیدا نہ ہونے دیں۔ لیکن اس کے باوجود بیروزگاری ہوگی، اس کے باوجود غربت ہوگی اور اس کے باوجود بھی آپ کے ہاں وہ تمام مسائل پیدا ہوں گے۔ جذبات میں آکر لوگ یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ road accident کے روکنے سے آپ آبادی کو کنٹرول کر لیجئے تو پھر بہتر تو یہ ہے chemical warfare کے ذریعے سے پوری آبادی کو آپ ختم کر دیں۔ اس طریقے سے آپ زمین پر جنت بنالیں گے لیکن انسانوں کو ختم کر کے جنت نہیں بنا کرتی۔ اس ملک کو اگر جنت بنانا ہے تو اس کے لئے آپ کو صحیح منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اسی طریقے سے میں آپ سے بات کہنا چاہتا ہوں اس کی ایک political dimension بھی ہے کہ کسی ملک کی آبادی جہاں اس کے لئے main power resource وہیں اس کی security کے لئے بھی اہم ہے اور جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے ہم جس glo-political کے اندر ہیں اس کے اندر آبادی کی stategic اور سیکورٹی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

میں یہ چیز بھی عرض کروں گا اور اس بارے میں ایک نہیں متعدد چیزیں موجود ہیں جس میں تازہ ترین چیز خود U.S. Aids کے کچھ لوگوں کے ورکنگ پیپرز ہیں جو ابھی daily muslim نے دو ہفتے پہلے شائع کیئے ہیں اور اس سے پہلے ایک امریکن tislonan macorgit جس نے یہ thesis پیش کیا ہے کہ تاریخ میں ہمیشہ بڑی آبادی کے ممالک نے dominate کیا ہے scientifically اور politically ساری empires کی تاریخ آپ پڑھ لیجیئے defence اور security کا تعلق آبادی سے رہا ہے۔ پچھلے چار سو سال میں جب technological revolution آیا اس کے نتیجے کے طور پر، مغرب کی کم آبادی کے ممالک دنیا کی بڑی آبادی والے ممالک کے اوپر چھا گئے ہیں اور اس کی وجہ

basically technology ہے۔ اب کوشش یہ ہے کہ ایک صرف ان ممالک کی طرف ٹیکنالوجی tranfer نہ ہو جو بڑی آبادی والے ہیں اور دوسری طرف بڑی آبادی والے ممالک میں کسی نہ کسی طریقے سے فیملی پلاننگ کے چکر میں ڈال کر آبادی کو کنٹرول کرنے کے راستے پر ڈالا جائے جبکہ اس وقت مغربی اقوام کی پالیسی آبادی کا promotion ہے فرانس کا مسئلہ پہلی جنگ سے لے کر آج تک انڈر پاپولیشن ہے۔ France کی آبادی کم ہوتی جارہی ہے اور اس وقت وہاں آمدنی کے incentive دیئے جاتے ہیں بسوں پر سفر کرنے، ریل میں سفر کرنے کے لیے اور مکانات کے اندر ہاؤس الاؤنسز کے اندر اور جن لوگوں کی family بڑی ہے وہ گویا خود بالکل دوسری پالیسی لے کر چل رہے ہیں لیکن ہمارے لئے ان کی پالیسی بالکل دوسری ہے اور ہم ان تمام چیزوں پر غور کئے بغیر آنکھیں بند کر کے انہی کے راستے پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے لیکن یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ بھی ہے اور اتنا آسان نہیں ہے چونکہ کسی نے کہہ دیا ہے کہ بس آپ revolution لے آئیں تو اس سے آبادی کنٹرول ہو جائے گی۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔

پھر میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بار بار کہا جاتا ہے کہ اسلام کو لایا جاتا ہے، اسلام کو لایا جاتا ہے ایک مسلمان ملک کی حیثیت سے بلاشبہ مسلمان نام ہی اس شخص کا ہے، اس قوم کا ہے، اس امت کا ہے جو اپنے معاملات کو قرآن و سنت کی رہنمائی میں طے کرنا چاہتی ہے۔ ٹھیک ہے اللہ میاں نے ہمیں یہ اختیار دیا ہے کہ ہم اللہ کا انکار کر دیں اس کی کتاب کا انکار کر دیں لیکن یہ اختیار ہمیں نہیں دیا کہ ہم یہ بھی کہیں کہ ہم مسلمان بھی ہیں اور اس کے بعد اللہ اور رسول کے احکام ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے یہ بڑی پٹی ہوئی بات ہے کہ مذہب کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ٹھیک ہے، استعمال کیا جاتا ہے لیکن کس چیز کو استعمال نہیں کیا جاتا۔ سائنس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اکنامک کو

استعمال کیا جاتا ہے۔ سیاست کو استعمال کیا جاتا ہے اور اخبار کو استعمال کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ دیکھیں کہ مذہب کے احکام کیا ہیں اور اس معاملے میں قرآن نے بالکل صاف کہا ہے تم محض فاقے او تنگ دستی کے خوف سے ''من خشیت املاک'' اپنی آبادی کو قتل نہ کرو۔ بلاشبہ قتل اور فیملی پلاننگ میں فرق ہے اگر ہم اسے نظر انداز کریں تو صحیح نہیں ہو گا لیکن ساتھ ہی یہ بھی زیر غور لانا ضروری ہے کہ قتل کو روکنے کی وجہ کیا بتائی ہے اور وہ وجہ ''خشیت املاک'' ہے تو کیا صرف ''خشیت املاک'' کی بنا پر آپ اس کے علاوہ نیشنل پالیسی کے طور پر کوئی دوسرے راستے اختیار کر سکتے ہیں۔

جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے individual حالات ایسے ہو سکتے ہیں صحت کی بنیاد پر، دوسرے وجوہ کی بنا پر اور اس میں اسلام نے کچھ پابندیوں کے ساتھ اس بات کی اجازت دی ہے کہ آپ اپنے اس نجی پہلو کو بھی اور اس نجی مسئلے کو بھی regulate کریں۔ لیکن اس بنیاد کے اوپر ایک قومی پالیسی بنانا اور اسکے نتیجے کے طور پر مانع حمل ادویات کو عام کرنا اور اس سے پھر culture اس اخلاق کو اور اس سماجی نظام کو promote کرنا جو ان کے ساتھ آتا ہے، یہ اسلام نے allow نہیں کیا اور اس بارے میں آپ میری بات نہ مانیئے۔ Islamic Idealogy Council نے اس مسئلے کو examine کیا ہے اور اس کے اوپر ایک مفصل رپورٹ دلائل کے ساتھ پیش کی ہے اور وہ رپورٹ سینٹ اور نیشنل اسمبلی کے Houses میں لائی جا چکی ہے اس کو کھول کر دیکھیئے، آپ کے سامنے ساری چیز آ جائے گی۔ محض یہ کہنے سے یہ exploitation ہے یا وہ exploitation ہے، یہ بات نہیں ہو سکتی۔

رہی یہ بات تو پھر آپ کوئی بھی artificial دوا استعمال نہ کیجیئے۔ میں سمجھتا ہوں یہ lunatic fringe والی باتیں ہیں۔ اسلام نے ہر ٹیکنالوجی کو ہمیں استعمال کرنے کی اجازت دی ہے جو اس کے Frame work کے اندر ہماری حقیقی ضروریات کو پورا

کرے۔ ابھی اس سے پہلے اقبال حیدر صاحب نے ایک resolution پیش کیا۔ ہم نے اس کی تائید کی اس لیے وہ scientific development جس کے ذریعے س ے آپ انسانیت کو ختم کر سکتے ہیں جو ہماری میراث ہے اور ہمارے ذہن بند نہیں ہیں۔ دوسری طرف آپ اس کے نام پر یا محض اس لیے کہ ڈاکٹر دوائی دیتا ہے لامحالہ ہم فیملی پلاننگ بھی کروا دیں، یہ بات صحیح نہیں ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے سارے پہلوؤں کو سامنے رکھا جائے۔

میں یہ بات آپ سے پورے ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک معاشی صلاحیت کا تعلق ہے، آج ہم اس ملک کی ایک چوتھائی زمین کو ستعمال کر رہے ہیں اور اس ایک چوتھائی زمین پر بھی ہماری جو per acre yield ہے وہ ترقی پذیر ممالک کے مقابلے کی کچھ چیزوں میں one third اور کچھ چیزوں میں one six ہے۔

Collin clarks ایک leading economist ہے جو ILO میں بھی رہا ہے اس کی تقریباً ایک درجن کتابیں اس موضوع کے اوپر ہیں اور اس نے یہ بتلایا ہے دنیا کے وسائل زراعت کے بارے میں بھی آج نہیں آج دنیا کی آبادی ۵ بلین ہے۔ اس نے کہا ہے کہ known technology کی بنیاد پر ۲۸ بلین آبادی کو دنیا کی موجودہ زمین feed کر سکتی ہے اور اگر وہ ٹیکنالوجی جو کچھ ممالک میں استعمال ہو رہی ہے اور نئی ٹیکنالوجی اختیار کر کے اس کے horizons کچھ اور اوپر کیے جا سکتے ہیں تو یہ ساری چیزیں آپ اپنے سامنے رکھیئے محض سنی سنائی باتوں سے بات نہ کیجیئے اور پاکستان میں تو inlimited scope ہے۔ میں یہ بھی آپ سے کہنا چاہتا ہوں انگلستان نے development کا جو ماڈل اختیار کیا تھا اور جس کو ہم نے مغرب سے یہاں اختیار کیا ہے، ہمارے مسائل اس کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے اس ماڈل کو تبدیل کریں تو اس کے بعد پھر ہمارے لئے یہ آبادی ایک asset ہو گی اور یہ آبادی ہماری قوت کا ذریعہ ہو گی معاشی اعتبار سے بھی اور اس کے

لیے prority ہماری یہ ہونی چاہیئے کہ صحیح معاشی منصوبہ بندی اور صحیح تعلیمی پالیسی بنائی جاتی۔ اس بارے میں کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ تعلیم کے بڑھنے سے آپ سے family size جو ہے وہ نہیں بڑھے گا اور صحت کی facilities فراہم کرنے سے لیکن وہ ملک جس میں پینے کے لیے پانی موجود نہیں ہے، جس میں بچوں کے لئے بنیادی دوائیں موجود نہیں ہیں اور جہاں helth unit موجود نہیں ہیں وہاں آپ اپنے سارے وسائل ان tablets کو فراہم کرنے کے لیے dump کر رہے ہیں اور اس کے نتیجے کے طور پر مختلف قسم کی اخلاقی پیچیدگیاں اور بگاڑ پیدا کر رہے ہیں، ان کی تعلیم کا انتظام کیجیئے اور اسلام نے ان کی تعلیم کا انتظام کیا ہے صرف breast feeding وہ چیز ہے جو automatically فیملی پلاننگ کا کام کرتی ہے اس پر سارے family records موجود ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ ہم وہ تعلیم تو نہیں دیتے اور نہ ہی ان چیزوں کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کے مقابلے میں ہماری کوشش ہوتی ہے کہ short cuts نکالیں۔ یہ short cuts پاکستان میں 30 سال کے تجربہ سے بھی ناکام رہے ہیں۔

رہی یہ بات کہ بعض ممالک میں کچھ علماء نے اس معاملے میں کوئی مختلف موقف اختیار کیا ہے تو یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہماری دلیل قرآن و سنت ہے۔ اگر کوئی مسلمان شرابی ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ شراب جائز ہو گئی اور اگر مسلمان زانی ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ زنا جائز ہو گیا۔ اسلام یہ نہیں ہے کہ فلاں کا عمل دیکھیں، اور فلاں کا عمل دیکھیں بلکہ اسلام صرف ایک عمل دیکھتا ہے اور وہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ وہ ہے ہمارے لئے model، اس ماڈل کے مطابق جو ہو گا وہ صحیح ہے اور جو اس س ے انحراف کرے گا وہ خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، وہ ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے تو دراصل ہماری approach یہ ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس مسئلہ پر دلائل کے ساتھ، حقائق کو سامنے رکھ کر غیر جذباتی انداز میں بات کریں اور پھر وہ پالیسی

اپنائیں جس سے اس ملک کے وسائل صحیح استعمال ہوں اور پھر لازماً اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خوشحالی بھی آئے گی، یہاں تعلیم بھی بڑھے گی، یہاں لوگوں کی صحت بھی اچھی ہو گی اور آبادی بھی۔ آپ اپنے آپ normalize ہوتی رہے گی۔

میں پورے ادب کے ساتھ یہ بات عرض کروں گا کہ demograptic change جو ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ perpetually آبادی بڑھتی چلی جائے بلکہ اس کے اندر ایک expansion create ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر regulate ہو کر کے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اس کے لئے کسی artificial intervention کی ضررت نہیں ہے بشرطیکہ آپ ان تینوں فیکٹرز کو صحیح اکنامک پلاننگ اور اس کا execution صحیح تعلیمی پالیسی اور صحیح ہیلتھ پالیسی کو اپنائیں۔ ان کی طرف توجہ کیجیئے۔ سارے وسائل ان پر استعمال کئے جائیں تو یہی وسائل کا صحیح استعمال ہو گا۔ باقی آج جو scandal ہو رہا ہے اور جس طریقے سے فیملی پلاننگ کے نام پر وسائل کو ضائع کیا جا رہا ہے، یہ قوم کے ساتھ ظلم ہے اس کے اخلاق کے ساتھ ظلم ہے، اس کی اقدار کے ساتھ ظلم ہے۔ اس کا سد باب کیجیئے۔ یہ ہے راستہ آبادی کو صحیح خطوط پر لانے کا۔

Mr. Chairman: Anybody else.

Syed Iqbal Haider : I would only briefly touch upon the theory of demographic change Sir. The theory of demographic change is based upon natural clamities, to say, that the expansion of the population will automatically mean economic development in the country. The sheer force of the number of the people, is a proved theory because no country in the world has not one instance that with the increase of population, the increase of economic development has ever taken place and to say that the manpower is the biggest force, it is the biggest force but it has to correlate with the resources of each country. The population in Japan, the congestion in Japan is only because of the small size of the space there but to say, that the Japan is not indulging into family planning, would be absolutely wrong. Japan has one of the lowest ratio of family planning in the world. The reason, France has developed

because they have almost minus growth in the population. Germany has become a super economic power because she has a minus growth of population.

Sir, my country is suffering from the worst highest ratio of population. It has to be contained and checked with revolutionary measures without mincing any words. The Islamic Ideology Council's report does not prohibit family planning and I am so glad that our learned member has also said that family planning in its absolute term is not prohibited under Islam. So, it is not a question of any controversy in Islam or in the eyes of Islamic Injunctions. It is not an issue whether Islam prohibits in absolute terms or not it is not an issue. The only issue is that we are paying no attention to contain the population in the country. No doubt, education plays a very vital role in control of the family planning because it creates consciousness among the people. When we look at our country as rightly pointed out by many members that we do not have clean water, we don't have medial facilities, we don't have jobs, we don't have education for our children then, it is equal responsibility of the parents to exercise restraint, and if the parents do not voluntarily exercise restraint, it is the duty of the government to make sure that they have to go through the process whatever be the process, like in India.

نسل بندی ہوئی تھی۔ وہاں پر بڑا کنٹرول ہوا ہے پاپولیشن کا۔

(interruption)

Syed Iqbal Haider : Not at all Sir, because I am talking about those people who are alive. I am talking about the plight and the condition of those people......Can my country provide them clean water ,medical care, education, employment or not? If the answer is 'no' then we have no right to allow increase of population. France may now reconsider it itself, that is totally different reason because of their economic growth and the size of their economic cake has become so big that they can afford to have few more people but here, all our ill is, Sir, because of unemployment, this terrorism, this lawlessness, this anarchy, this everything is corelated with the population because expansion of resources is not there.

Sir, lastly, no planning by any government, may it be mine or yours, can be effective or successful without the family planning,

because all your planning and figures will be shattered and will be bursted by the sheer force of the population. You may have the plan for the year 2001, but if the population increases as being apprehended double or tripple in Pakistan, Sir, our plans, five year plans or ten years palns will become futile and unimplementable and the corruption going on in the Family Planning Department. Only yesterday's Muslim has carried a very important report that the resources of Family Planning Department are not being utilized and there was an inquiry ordred about the bungling of the funds three years ago and that inquiry has not been allowed to proceed because the Family Planning Officers will be caught. This Family Planning Department has to be revitalized and beefed up and change in its approach. There is a massive corruption. I agree with Professor Sahib that there is a massive waste of money in the manner. The money is being spent on family planning is not productive at all, if it is not counter-productive and the performance of the family planning has to be checked and changed radically. Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Thank you. Hafiz Hussain Ahmed Sahib!

حافظ حسین احمد :جناب والا! موضوع زیر بحث کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ بد قسمتی سے موجودہ حکومت اور ہمارے ارباب اقتدار اپنی غلط پالیسی، اپنی غلط اقتصادی پالیسیوں اور منصوبہ بندیوں کی وجہ سے آبادی میں اضافہ ہوا ہے اور اب یہ ان ناقص منصوبہ پر پردہ ڈال کر اپنی جان بچانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے ہم جس ملک میں رہ رہے ہیں، جس پارلیمنٹ میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ایک ایسے ملک کا پارلیمنٹ ہے جو کہ لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا۔ یقیناً برصغیر میں پاکستان کا قیام ہی اسلام کی بنیاد پر تھا اور یہ عجیب بات ہے کہ اگر پارلیمنٹ کے اندر، پارلیمنٹ کے ممبران یہ کہیں کہ جناب! اس مسئلہ کے بارے میں اسلام کو نہ لایا جائے، اسلام کو نہ گھسیٹا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت صرف پارلیمنٹ کی بلکہ نظریہ پاکستان اور اس آئین کی توہین ہے جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ یقیناً ہر ایک

کا اپنا نقطہ نظر ہے لیکن آج ہم اس کا تجزیہ کریں کہ ہماری تمام تر اقتصادی مشکلات اور ہماری پسماندگی کا سبب صرف آبادی کا اضافہ ہے یا دیگر عوامل بھی اس میں شامل ہیں۔ یقیناً اگر آپ یہ کہیں گے کہ صرف آبادی کا اضافہ ہی ہماری مشکلات کی واحد وجہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ چین ہم سے بعد میں آزاد ہوا تھا۔ چین کی آبادی جس انداز سے بڑھی ہے اور اس وقت جو ان کی آبادی ہے ہم اس کا تجزیہ کریں کہ چین نے اپنی اس افرادی قوت سے کتنا فائدہ اٹھایا ہے۔

جناب! ہم تو صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں جہاں رقبہ زیادہ ہے اور آبادی کم ہے۔ جہاں بنجر زمینیں پڑی ہوئی ہیں۔ پٹ فیڈر میں ایک ڈیڑھ سو میل لمبا چوڑا علاقہ زرخیز زمین پڑی ہوئی ہے۔ جہاں پر معدنیات کے درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں پہاڑ موجود ہیں۔ جناب! جہاں پر افراد نہیں ہیں لیکن وسائل اور ذرائع ہیں یقیناً اگر ہم چاروں صوبوں کا تجزیہ کریں تو معلوم ہو گا کہ پنجاب کی آبادی زیادہ ہے اس کے بعد سندھ ہے پھر سرحد اور چوتھے نمبر پر بلوچستان ہے۔ ایک ترقی اور وسائل کی بنیاد پر اگر آپ دیکھیں گے تو سب سے زیادہ وسائل اور ترقی بلوچستان میں ہونی چاہئیے تھی کیونکہ وہاں پر آبادی کم ہے۔ وہاں وسائل اور زمین بھی زیادہ ہے۔ معدنیات بھی زیادہ ہیں اور آبادی کم ہے لیکن ان کے مقابلے میں پنجاب میں زمین کم، قدرتی وسائل بھی کم ہیں۔ نہ یہاں سوئی گیس ہے اور نہ یہاں ایسے کوئی قدرتی وسائل ہیں، نہ سنگ مرمر ہے اور نہ کوئلہ ہے لیکن بانسبت بلوچستان کے پنجاب میں معاشی خوشحالی زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آج افرادی قوت کی بات کی جا رہی ہے۔ میں کہتا ہوں آج عرب امارات میں جہاں سے تیل نکلا ہے ان کی سب سے بڑی کمزوری اور بڑی مجبوری افرادی قوت ہے آج دوبئی میں، ابوظہبی میں، یو اے ای میں، قطر میں، برونائی میں وہاں پر سارا مسئلہ اس آبادی کا ہے جس سے ہم جان چھڑانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئر مین ! ہم سمجھتے ہیں کہ اس آبادی کی کمی کے لئے پاکستان بننے سے اب تک جو اربوں ڈالر اس خاندانی منصوبہ بندی کی وزارت نے ضائع کئے ہیں۔ خدارا! عشر عشیر کو بھی اگر اقتصادی مسائل کے بارے میں اور اس قدرتی وسائل کو نکالنے کے بارے میں صرف کیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ فائدہ ہوتا۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آپ اس پوری وزارت کو اور کروڑوں ڈالر لے کر بے راہروی پہ لانا چاہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ صفر نکلے گا۔ یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے ہم بلاوجہ اس کی مخالفت نہیں کرتے۔

جناب چیئر مین! یہ روزنامہ "خبریں" ہے ۷ نومبر کا، جس کے رنگین صفحہ پر جو کچھ آپ دیکھ سکتے ہیں اس کے لئے کسی مسلمان کی نہیں بلکہ کافر کی نگائیں بھی شرم سے جھک جائیں گی۔ یہ فرانس یا امریکہ کا نہیں یا برطانیہ کا نہیں یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان، اسلام آباد، جسے اسلام آباد نہیں بلکہ اسے ہم مسلمان آباد کہتے ہیں۔ اسلام آباد نہیں یہاں پر اسلام برباد ہے، جناب چیئر مین صاحب! یہ اسلام آباد کے انٹر نیشنل سکول کی وہ تصاویر ہیں جن میں سے بہت کوشش کے باوجود انہوں نے آدھی سے بھی کم تصاویر چھاپی ہیں جو دوسری تصاویر ہیں وہ چھاپنا نہیں چاہتے، چھاپ نہیں سکتے تھے۔ ان کی غیرت و حمیت اسے برداشت نہیں کرتی۔ جناب ! یہ کہاں پہ ہو رہا ہے۔ یہ اس صدر ہاؤس، گورنر ہاؤس کے سائے میں اور وزیر اعظم ہاؤس کے سائے میں، یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور یہ قوم کے (—) پاکستان کے جوان بچے اور بچیاں اور جس انداز میں سکول کا پرنسپل شراب پیش کرتا ہے۔ جس انداز میں یہ رقص کرتے ہیں۔ جس انداز میں سکول کے P.T. Show کے حوالے سے ان کی جو ننگی تصاویر ہیں یہ آپ کے سامنے ہیں اور ملک کے ایک موقر روزنامے میں یہ چھپا ہوا ہے جناب! یہ کس طرح ہے۔ انہیں نہ خدا کا خوف ہے نہ عوام کی شرم ہے آپ بے شک ان کے لئے وہ ادویات فراہم کریں، مانع حمل

ادویات فراہم کریں اور ان کے لئے وہ اسباب فراہم کریں جو اپنے گناہوں کو چھپا سکیں۔ یقیناً اگر اس کے لئے سب کچھ کیا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حیف ہے جناب چیئرمین، ہم سمجھتے ہیں کہ کیا قوم کی نوجوان بچیوں کو قوم کے بچوں کو کس طریقے سے ان کے اخلاق کو تباہ کیا جاتا ہے۔ یہ یورپ اور امریکہ نہیں یہ اسلام آباد اور مسلمان آباد کے ایک سکول کے نظارے ہیں اور سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ہم فحاشی کو اور عریانیت کو، اس حوالے سے اقتصادی حوالے سے پروان چڑھاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ سود، ربا، سٹہ بازی اور جوئے کو ختم کریں، آپ عیاشیوں کو ختم کریں، آپ جہازوں کی خریداریوں کو ختم کریں اور آپ دکھلاوے کی تشہیر کو ختم کریں۔ آپ کے پاس وسائل ہیں آپ کے پاس پیسہ ہے۔

یہ افرادی قوت کی بات کرتے ہیں جناب چیئرمین! ہم یہاں پارلیمنٹ میں بیٹھے ہیں۔ ہم ایک ایک منٹ کے پیسے لیتے ہیں حکومت کے وزراء لیتے ہیں لیکن ملک کو کون چلا رہا ہے؟ ملک کو وہ افراد چلا رہے ہیں وہ افرادی قوت انہیں چلا رہی ہے جو دوبئی، سعودی عرب اور دیگر بیرون ممالک کے سنگلاخ علاقوں میں ہے گرمیوں میں اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھا کر ہمارے لئے زرمبالہ کماتے ہیں۔ جناب! ایک ایک بچہ پیدا کر کے سارے کے سارے Minister بنیں گے اور Ministers کی تعداد کم کریں بچوں کی تعداد کو چھوڑیں۔ پہلے وزیروں کی تعداد کم کریں اگر آپ کو معیشت کا خیال ہے۔ اگر واقعی آپ اس ملک کے ہمدرد ہیں تو خدارا بچوں پہ زور نہ دیں، بچے تو بیچارے ایک آدھ چھٹانک دودھ ہی پی لیں گے۔ یہ جو کروڑوں اربوں ہڑپ کر رہے ہیں ان کو روکیں۔ ان کی تعداد کم کریں۔ مشیروں اور پارلیمانی سیکٹریوں کی تعداد کم کریں۔ اپنی عیاشیوں کو کم کریں۔

باقی اگر واقعی آپ اس ملک میں منصفانہ اقتصادی نظام چاہتے ہیں۔ آپ سودی نظام کو کم کریں۔ آپ یہ صنعتوں کے لئے سیاسی بنیادوں پر قرضوں کو بند کریں آپ کے

پاس وسائل موجود ہیں جس بلوچستان سے میرا تعلق ہے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایک سینڈک پروجیکٹ ہے جہاں سے اڑھائی ٹن چاندی اور ایک ٹن سونا سالانہ نکل سکتا ہے۔

اس پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں جناب! بچوں کو مار ڈالو کیونکہ ہمارے پاس رزق نہیں۔ آپ کی غلط منصوبہ بندی، آپ کی غلط زرعی پالیسی اور آپ کی غلط اقتصادی منصوبہ بندی سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ آپ کے پاس وسائل ہیں۔ آپ کے پاس خزانے ہیں اور پٹرول ہے لیکن خدارا! ان محلوں سے اور ڈرائنگ روم کی سیاست سے نکلیں اور سنگلاخ علاقوں میں جائیں اور اس زمین کو کھودیں جو کچھ سعودی عرب میں نکلا ہے جو دوبئی اور امارات میں ہے وہ تمام ذخائر آپ کے منتظر ہیں۔ اس افرادی قوت کو بروئے کار لائیں اور صحیح منصوبہ بندی کریں اور اس زمین کے سینہ کو اس افرادی قوت سے چیر کر ان خزانوں کو نکالیں تاکہ جناب چیئرمین صاحب! یہ ملک بھی اسی طرح آباد ہو اور لہلاتا رہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، سید عبداللہ شاہ صاحب!

Syed Abdullah Shah : Mr. Chairman, Sir, I am grateful to you for giving me an opportunity to say a few words.

First of all, I would congratulate and thank Senator Asif who brought this motion to this House and he had deliverd such an illuminating speech with facts and figures that this subject became very interesting and lively. Unfortunately, I could not prepare myself for this subject today and that is why I was little slow to rise.

Now, Sir, I have yet to see any country in the world which is developed and which has unlimited and uncontrolled growth of population. So many arguments are being made for and against this proposition. The proposition has not stopped the growth of population altogather but just to plan it and Sir, we have to see in which section of our society, population growth is uncontrolled. My

personal experience and observation is that it is the illiterate part of our society uneducated classes who are having more children means growth in population is proportionate to ignorance and secondly to poverty. It is only the poorer classes who are having moe children but the upper classes, the richer ones, have been able to control their family growth.

So, Sir, instead of closing this subject and just treating this discussion only as a debating society I would humbly suggest that it is a very important issue. This pertains directly to the development and progress of our country, if it is deemed possible and feasible, this issue may be referred to a committee of the Senate where the arguments given for and against the proposition may be considered and then we can make constructive proposals to the government so that it may be implemented also. Just discussing the issue and without coming to any conclusion and without arriving at any conclusion, is not proper.My request would be that this is a very important subject. This directly relates to the development of our country and progress of our country.

Sir, we have got problems of unemployment. Now, I have heard so many times, at least, in the Province of Sindh that they said that becuase there are so many Medial Colleges and we are getting too many doctors so the admission of students in medical colleges may be controlled. Why such questions are raised? Because there are no resources. So you can increase your population commensurate with the increase of resources. We are not doing anything on that side but so far this subject is concerned, it is becoming controversial that this will perhaps be against the religious profession. That is at all true and it is not the question that Islam is forbidding or not forbidding the growth of population. What I am trying to say is that this discussion may be referred to a proper committee and then we might come out with specific proposals for the government to implement the same. Thank you very much. Sir, there is a standing committee on Health and you may give it to them.

<u>جناب چیئرمین</u>: ٹھیک ہے جی۔ اور کوئی نہیں ہے اس discussion کو close کیا جاتا ہے اور اس کے بعد وزیر صاحب اس پر winding up speech کریں گے اور مزید اس پر، کیوں کوئی mover کا ہوتا ہے؟

you (Khawaja Muhammad Asif) want to say something?

Khawaja Muhammad Asif : Sir, I would like to take the opportunity later when the Minister is here or today.

جناب چیئرمین : اب مزید تو اس پر کوئی نہیں بولنا چاہتا- جی آپ خواجہ صاحب فرمائیں-

خواجہ محمد آصف : جی، ایک بات پر میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں دو دفعہ یہ موشن زیر بحث آئی ہے- discussion commence ہوئی ہے اور پھر postpone کر دی گئی ہے- because the Minister was not here

جناب چیئرمین : جی ہم اب discussion close کرتے ہیں- اب وزیر صاحب کا اختتامی بیان ہو گا-

خواجہ محمد آصف : discussion ان کی موجودگی میں ہوتی تو زیادہ بہتر تھی- لیکن دونوں طرف سے جب یہ موضوع زیر بحث آیا ہے- private member's day کے اوپر تو وزیر یہاں پر نہیں ہوئے- پچھلی دفعہ بھی نہیں تھے- تو یہ مجھے تھوڑی سی ان کی seriousness doubtful لگتی ہے- I question the seriousness of the Minister concerned. یہ موضوع جس طرح بھی ہے، اس کے مخالف بھی فاضل ممبرز بولے ہیں- اس کے موافق بھی بولے ہیں- لیکن اس کے اوپر کوئی conclusion ان کو پتہ ہوتا چاہیئے تھا کہ یہاں پر discussion ہو رہی ہے اور یہ معاملہ serious ہے-

جناب چیئرمین : صحیح کہا آپ نے، ایک وہ خاصے keen لگ رہے تھے پچھلی دفعہ کہ جی میں نے اس پر بھرپور پالیسی statement دینی ہے-

خواجہ محمد آصف : وہ keenness translate نہیں ہو رہی- in action

جناب چیئرمین : جی وزیر صاحب !

چوہدری امیر حسین : جناب اصولی طور پر فاضل ممبر نے درست فرمایا ہے- لیکن جناب ! میں بھی یہاں موجود تھا، فخر امام صاحب بھی یہاں موجود تھے- ہم نے notes لئے

ہیں۔ تو چونکہ وزیر صاحب کا cousin جب فوت ہوا تھا اس کے بعد وہ ضمنی الیکشن میں وہاں مصروف ہیں۔ تو اگلا Private Memberes day sunday ہے، اگر وزیر صاحب نہ بھی ہوئے تو میں یا کوئی میرا colleague اس کو wind up کرے گا اور جو آج Points raise کئے گئے ہیں ان کا بھی جواب دیا جائے گا۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ adjournment motion میں winding up ہوتی ہے۔ لیکن جہاں تک قاعدہ ۱۹۴ کا تعلق ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ

> "A motion that the policy or situation or statement or any other matter be taken into consideration should not be put to that vote of the senate, but the senate shall proceed to discuss such matter immediately after the mover has concluded his speech and no further question shall be put at the conclusion of the debate at the appointed hour unless a member moves a substantive motion in appropriate terms to be approved by the Chairman and the vote of the Senate shall be taken on such motions".

تو ۱۹۴ کے تحت وزیر participate تو کر لیتا ہے، نہیں ہے تو یہ اس کا privilege نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر اس پر بولے۔

چوہدری امیر حسین: جناب ، یہ پروفیسر صاحب نے درست فرمایا ہے کہ اس پر question put نہیں ہوتا voting نہیں ہوتی unless and until suspend a motion نہ ہو۔

جناب چیئرمین : وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ Minister کی winding up speech کی گنجائش نہیں ہے۔ میرے خیال میں اس کو دیکھتے ہیں۔

چوہدری امیر حسین : دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن اگر specifically provided نہ بھی ہو پھر بھی یہ ہے کہ جب فاضل ممبرز کی طرف سے move ہوتا ہے اور ان کی طرف سے points raise ہوتے ہیں ان۔۔۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! ,resolution والے کون سے rules ہیں۔ چونکہ resolution والے rules یہاں پر apply کرتے ہیں۔ Chapter گیارہ ہے۔ چونکہ یہ resolution کے جو بھی قواعد ہیں وہ applicable ہیں۔

چوہدری امیر حسین: میرے خیال میں یہ ۱۱۹ سے شروع ہو گا۔

Right to move resolution, contents of resolution admisibility of resolution اس میں جناب ملاحظہ فرمائیں گے کہ کسی بھی rule میں specifically provided نہیں ہوتا کہ winding up کی جائے گی۔ یہ ویسے ہی practice ہے۔ یعنی ایک موقف آیا ہے، اس موقف کے بارے میں ایک اور موقف آتا ہے۔

جناب چیئرمین: رول ۱۲۸ میں یہ لکھا ہوا ہے۔

"Save with the permission of the Chairman a speech on a resolution shall not exceed ten minutes :

Provided that the mover of a resolution, when moving the same, and the Minsiter concerned may speak for therty minutes."

تو Minister Concerned کو ہم موقع کب دیں گے۔ یہ رول ۱۲۸ ہے۔

چوہدری امیر حسین: وہ تو آخر پر ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: تو آخر پر ہی ہو گا دیکھیں ناں ابھی تک تو ان کو موقع نہیں ملا ہے۔

He has to reply to all these suggestions.

چوہدری امیر حسین: جناب Reply تو ہو گا لیکن voting اس پر نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین: voting نہیں ہو گی۔ اس پر تو کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ یہاں پر میرے خیال میں لکھا ہوا ہے کہ resolution کے جو قواعد ہیں apply کریں گے۔

چوہدری امیر حسین: ہاں ایک rule ہے۔ atomatically وہ اس پر apply کرے گا۔

جناب چیئرمین: یہ ہے جی۔ on page 102 :

"Certaing provisions of Chapter XI to Apply :—

Without prejudice to the applicability of other rules contained in the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate, 1988, the provision of rule 119 to 130 shall apply *mutatis mutaidis* to a motion for consideration moved under Rule 194,........"

Rule 130 :

"On the conclusion of the discussion, the Chairman shall put resolution or as the case may be, the resolution as amended, to the vote of the House....."

وہ تو resolution ہے جہاں پہ voting ہوتی ہے۔ motion پر voting تو نہیں ہوتی۔

چوہدری امیر حسین: اس میں specifically کہہ دیا ہے voting نہیں ہو گی۔ اس لئے رول 130 اس پر apply نہیں کرے گی۔

جناب چیئرمین: رول 130 ہے لیکن ایک 128 کے تحت minister کو حق ہو گا کہ he can replly to the suggestion and points made by the members at the end of the debate.

ٹھیک ہے عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah : Sir, I have given a normal motion which you can take.

جناب چیئرمین: آپ نے ابھی دیا ہے۔

سید عبداللہ شاہ: ابھی دیا ہے۔

Mr. Chairman : So how can you give it without notice.

چوہدری امیر حسین: جناب! ہو گا جب introduce ہو گا۔ at the opening of the debate.

Mr. Chairman : you see no resolution can be moved unless

the members have got notice of it.

Syed Abdullah Shah : Sir, I am not moving a resolution.

Mr. Chairman : It is the motion on which voting has to take place.

Syed Abdullah Shah : Let me read 194 to you.

جناب چیئرمین: میری عرض سن لیں کہ you want to move a substantive motion at the end of the debate.

Syed Abdullah Shah : Yes.

Mr. Chairman : No. (1), it requires, I think, the consent of the Chairman.

Syed Abdullah Shah : So, I am requesting you to give me your consent.

Mr. Chairman : You move it properly so that notice can be given to the Members, آپ مجھے اس وقت دیں گے تو میں اس کو کیا کروں گا۔ you give it to me in the office so that we can give a notice to the Members so that they know what they are going to vote on.

Syed Abdullah Shah : Then, I would request that this may be taken up on the next day, when this issue will be taken up.

جناب چیئرمین: اس کو لے لیں۔ باقاعدہ طور پر move کریں ایوان کے سامنے یہ چیز آجائے۔

سید عبداللہ شاہ: تو جناب میں اسے دفتر میں لے آؤں گا۔

جناب چیئرمین: جی، دفتر میں دے دینا۔ ٹھیک ہے۔ So I think that is a proper procedure that at the end کہ وہ wind up کریں گے۔ جو وہ دے رہے ہیں۔ پھر اسے دیکھا جائے گا۔ On its own merit ایک اور rule بھی میرے خیال میں relevant ہے رول ۲۰۲ میں Order of speeches and right of reply کا ذکر

Except in the exercise of a right of reply, ہے اور اس میں بھی لکھا ہوا ہے کہ this 206 clause (2) or as otherwise provided by these rules, a member shall not speak more than once on any motion except with the permission of the chairman for the purpose of making a personal explanation but in that case, no debatable mater may be brought forward, a member who has made a motion, may speak by way of reply and if the motion has been made by a private member, the Minister concerned may speak after the mover has replied. میرے خیال میں مناسب یہ رہے گا کہ اسے دیکھ لیں۔ پھر آپ بھی اس دن ایک brief And then the Ministe can reply. So. So, I think, کر دیں summing up 206 gives you that opportunity. OK. Next is, I think, the discussion on the Agriculture polioy of the Government Item No. 15, طارق چوہدری صاحب کی یہ motion تھی۔ اس پر غالباً کچھ تقاریر ہو چکی تھیں کچھ اور بھی ہوں گی آج۔ طارق چوہدری صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ طارق صاحب آپ کی تقریر تو ہو گئی تھی ناں اس پر؟

جناب محمد طارق چوہدری: اس دن صرف پیش کیا تھا۔

جناب چیئرمین: اچھا پھر کیا ارادہ ہے آپ کا، آج کرنا چاہیں گے؟

Mr. Muhammad Tariq Chaudhary : Next Time.

جناب چیئرمین: طارق چوہدری صاحب بعد میں تقریر کر لیں۔ پہلے دوسرے کر لیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: جی باقی کریں شوق سے۔

جناب چیئرمین: تو اس پر کون کون بات کرنا چاہیں گے۔ جی مندوخیل صاحب، حافظ صاحب، فصیح اقبال صاحب اور عبداللہ شاہ صاحب۔ میرے خیال میں مندوخیل

صاحب سے شروع کرتے ہیں۔ مندوخیل صاحب کوریا کے بھی حالات دیکھ آئے ہیں تو وہاں کے تجربے کی بھی بات کریں گے۔ جی مندوخیل صاحب!

DISCUSSION ON THE AGRICULTURE POLICY OF THE GOVERNMENT

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ ملک کی زرعی پالیسی پر یہاں بحث کروں۔

جناب چیئرمین! ملک کی مجموعی زرعی پالیسی پر اس مختصر وقت میں شاید تفصیل سے بات نہیں کر سکیں گے لیکن پھر بھی کچھ نکات کی طرف میں ان ایوان کی توجہ دلاؤں گا۔ جناب یہاں ابھی بات ہو رہی تھی propulation planning کی۔

(At this stage, the Chair was occupied by Barristar Zahoorul Haq)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : اس میں یہ اہم مسئلہ ہمارے سامنے ہے۔ ملک کی ترقی کا اور اپنے وسائل سے کام لینے کا۔ ہمارا ملک بنیادی طور پر زرعی ملک ہے اور اس کے زراعت کے حوالے سے زیادہ وسائل ہیں۔ زمین پانی اور ساتھ ہی manpower ۔ یہ اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ہم دنیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ ان کا موازنہ کریں تو میرے خیال میں ہمارے پاس کسی قسم کی کمی نہیں ہے۔ لیکن اس میں ایسی بنیادی چیزوں ہیں کہ ہماری جو مجموعی طور پر اقتصادی پالیسی ہے ملک کی ترقی کے لیے، زراعت، صنعت، تجارت اور تعلیم، اس کے بارے میں ہماری ایسی کمزوریاں ہیں کہ آج بھی ہمارے ان وسائل میں ہمیں بالکل خوشحال ملک ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اس میں آج ہمارا ملک یقیناً ہر پہلو سے بہت ہی غریب ملک ہے۔ اور ہمارے عوام غربت، افلاس اور جہالت میں

جناب چیئرمین ! میں توجہ دلاؤں گا کہ اس وقت غربت افلاس جہالت کے مسائل کا کا شکار ہیں اگر دوسرے ممالک کے مقابلے میں اگر ہم دیکھیں تو ہمیں بڑا افسوس ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین ! زراعت کے ساتھ زراعت کی ترقی اور زراعت کے ساتھ پھر ہماری صنعتی ترقی اور تعلیمی ترقی ہے یہ ایسے مربوط امور ہیں کہ اگر پہلے سے ہماری اس پر واضح پالیسی ہوتی یا آج بھی ہم ایک واضح پالیسی بنا سکیں تو ہم یقیناً خوشحال ہو سکتے ہیں۔

جناب والا ! زراعت کا آبپاشی کے ساتھ تعلق ہے۔ زراعت کا تجارت کے ساتھ تعلق ہے۔ زراعت کا ٹرانسپورٹ کے ساتھ تعلق ہے۔ زراعت کا تعلیم کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ وہ تمام پہلو ہیں جنہیں ہم نے سنجیدگی سے لیا ہی نہیں ہے۔ میں اس کے لیے نمونے کے طور پر ان علاقوں کا ذکر کروں گا جن کی میں نمائندگی کر رہا ہوں۔ جناب ! ہمارے علاقوں کوئٹہ، پشین، سبی، زیارت، ژوب، لورا لائی، قلات وغیرہ میں بہت زیادہ زمین ہمارے پاس ہے لیکن بارش کا پانی ضائع ہوتا ہے۔ کوئی بھی سنجیدہ انسان یہاں آئے تو اسے بڑا افسوس ہو گا بلکہ انہیں ہم پر بھی افسوس ہو گا کہ اس ملک کے لوگ اتنے وسائل اور اتنے پانی کے باوجود بھوکے ہیں یا تعلیم سے محروم ہیں اور بیماریوں کا شکار ہیں۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ اس تمام علاقے میں اب ہمارے لوگ اپنی محنت سے دوسرے ممالک میں مزدوری کر کے کچھ رقم لاتے ہیں اور وہ پانی کے لیے یہاں ٹیوب ویل لگاتے ہیں اور دوسرے ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ اس سے ہمارے ہاں پانی کی سطح گر رہی ہے جو کچھ عرصہ بعد اس سطح پر پہنچ جائے گی کہ ہمارے زرعی farms کے لیے پانی بھی نہیں رہے گا۔ اس کے لئے میں حکومت کی توجہ خصوصی طور پر اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جناب والا ! ملکی پالیسی جو ہم یہاں بناتے ہیں اور یہاں زراعت کی پالیسی کے معنی ملکی نہیں بلکہ ایک صوبے کے لیے زرعی پالیسی ہے۔ فلاں جگہ نہر، فلاں انتظام اور یہ منڈی کا مسئلہ۔ یہ دوسرا مسئلہ انہیں یہ بالکل یاد ہی نہیں ہے کہ ہم بھی اس ملک میں رہتے ہیں اور ہمارے پاس

اسی زمین ہے اور اس کی اتنی پیداوار، غلے کی پیداوار، سبزی لی پیداوار اور میووں لی پیداوار ہو سکتی ہے کہ ہم اس کو برآمد کر سکتے ہیں۔ ہمارے لئے کافی دولت اور خوشحالی کا سبب بن سکتا ہے۔

اس کے لیے میں یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ ملکی پالیسی بنائیں اور میں آپ کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں پانی کے re-charging کا مسئلہ درپیش ہے، ایک سال میں ہمارا لاکھوں کیوسک پانی ضائع ہوتا ہے۔ آج بھی اگر بجٹ میں معمولی حصہ ہمیں ملے تو ہماری زمین کی water re-charging کا مسئلہ اور check-dams کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور ہم اس ملک کو ہر قسم کا غلہ، میوہ اور سبزی فراہم کر سکتے ہیں۔

جناب والا !اس کے ساتھ زراعت کی ترقی کے لئے تجارت کا مسئلہ ہے، ہم یہاں ملکی پالیسی نہیں بناتے آپ حیران ہوں گے جناب والا !کہ کوئٹہ میں سیب کی پیداوار اور پیاز کی پیداوار، آپ حیران ہوں گے کہ یہاں کے وزیر تجارت اور مرکزی حکومت میں بیٹھے ہوئے پبلک سرونٹس جبکہ ہمارے ہاں بہترین سیب کی پیداوار ہوتی ہے۔ ہماری **مارکیٹ میں سیب درآمد کرتے ہیں جو ہمارے سیب سے بالکل کم کوالٹی کے سیب** ہوتے ہیں اور اس سے جناب والا! ہماری زرعی ترقی کیسے ہو سکتی ہے۔ جناب والا! جب ہمارے لوگ چھوٹے چھوٹے زمین کے ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے بنائیں اور ان پر پیداوار کی ترقی دیں تو آپ ان کے مقابلے میں باہر سے سیب اور پیاز اور دوسرا مال منگوانا نہیں پڑے گا۔ اسی طرح ملک کے دوسرے حصوں میں ہم وہ پیداوار کیسے کریں گے جس سے ہمیں اپنے روزگار کے لئے ایک آنہ بھی نہ ملے اور یہاں بار بار ہم نے دیکھا ہے یہاں ہمارے وزراء صاحبان اور ہماری حکومت کے جو اراکین ہیں کھڑے ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ جناب والا !ہم آئندہ کے لئے ایسی بات نہیں کریں گے لیکن اب بھی آپ دیکھیں گے کہ ہمارے لوگ خواہ وہ زمین کے مالک ہیں، خواہ وہ زمین میں کام کرنے والے ہیں یا خواہ

وہ زمین کی پیداوار کو مارکیٹ میں لانے والے تاجر ہیں سب اپنی پیداوار کے اچھے داموں سے محروم ہیں جس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم زراعت کو کیسے ترقی دیں گے۔

یہاں ابھی چیئرمین صاحب نے فرمایا کہ ہم کوریا کے دورے پر گئے تو اس کے حوالے سے میں سادہ سی بات کروں گا کہ کوریا والوں نے اپنے لئے معمولی زمین میں یہ کہوں گا کہ کوریا کی کل زمین 49 ہزار مربع کلومیٹر ہے اور ہمارے صوبہ کا رقبہ چالیس ہزار مربع میل ہے 49 ہزار مربع کلومیٹر رقبہ سے ان کو زراعت سے اپنے گھر میں پیداوار مل جاتی ہے ہماری زمین ان سے بہتر ہے، ہمارا پانی ان سے زیادہ ہے بلکہ وہ تو جناب والا! پینے کا پانی باہر سے امپورٹ کرتے ہیں۔ یہ ہماری پوزیشن ہے یہاں ملکی پالیسی نہیں بنتی یہاں ایک صوبے کے لئے پالیسی بنتی ہے خاص علاقوں کے لئے پالیسی ہے۔ یہاں ملکی زرعی پالیسی نہیں ہے۔

جناب، اس کے ساتھ جناب والا! مجموعی طور پر زرعی ترقی کے لئے تعلیم اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت ہے، ٹرانسپورٹ کے حوالہ سے یہاں ابھی ایک تحریک التواء پیش ہوئی کہ جو وزیر ریلوے ہیں وہ ریلوے سٹیشن بند کر رہے ہیں اور وہ موضوع ٹیکنیکل پہلو سے بحث کے لئے بند کیا گیا۔ جناب والا! میں آپ کو بتاؤں کہ کوئٹہ سے بوستان، بوستان سے مسلم باغ، مسلم باغ سے قلعہ سیف اللہ، قلعہ سیف اللہ سے ژوب تک، یہ 206 میل علاقہ ہے یہاں ایک ریلوے لائن انگریزوں نے بچھائی تھی۔ 134 میں یا اس سے بھی پہلے اور اس لائن کو باقاعدہ ٹرانسپورٹ کے لئے استعمال کیا جا رہا تھا وہ علاقہ جس میں اس وقت زرعی پیداوار نہیں تھی لیکن اب آپ وہاں جائیں، وہاں باغات ہیں جو لوگوں نے اپنی محنت سے بنائے ہیں ایک پیسہ بھی حکومت نے ان کو نہیں دیا۔ لیکن ریلوے کے وزیر صاحب نے یہاں اسلام آباد میں بیٹھ کر ریلوے لائن بند کر دی اور یہاں Senate میں آکر وہ کہتے ہیں کہ جناب ٹیکنیکل، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ دھوکا دینے، معافی

چاہتا ہوں اس لفظ کے استعمال کے لئے، کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جی کہ سٹیشن بند نہیں ہیں، کیسے بند نہیں ہیں، وہاں واقعی اسٹیشنوں پر ہمارے مزدوروں کو ابھی تک بے دخل نہیں کیا گیا ورنہ میں یہ کہوں گا کہ سٹیشن بند ہیں، گاڑی نہیں چلتی، پھر ٹانک سے لائن بنوں تک بند ہے یعنی وہ سٹیشن بند کر رہے ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے سٹیشن بند نہیں کئے ہیں یہاں Senate میں آکر ایک ٹیکنیکل پہلو سے وہ موضوع بحث سے آپ بالکل نکال دیں یہ ہے ہماری زرعی پالیسی۔

ٹرانسپورٹ اور کمیونیکیشن (——) ہر شخص جانتا ہے کہ کمیونیکیشن infrastructure کا ایک اہم حصہ ہے لیکن ہماری ریلوے لائن ہے ہماری ریلوے لائن تھی اور اس کو ان لوگوں نے بند کیا اور آج وہ خوش ہیں۔ وہ یہاں آکر کہتے ہیں کہ ملکی پالیسی (——) کون کہتا ہے کہ ریلوے وہاں نقصان میں جا رہی ہے۔ میں کہتا ہوں آپ وہاں تجارت، ٹرانسپورٹ اور زراعت inter-related چیزیں ہیں۔ آپ لوگوں کو ٹرانسپورٹ مہیا کریں جس سے زراعت کو ترقی ملے گی لیکن ہمارے علاقوں میں پالیسی جو یہاں ہمارے ملک کی ہے یہ ملکی پالیسی نہیں ہے ہم تو بالکل کسی کو یاد ہی نہیں۔ آپ کسی سے پوچھیں کہ زررعی پالیسی کے بارے میں۔ آپ کو کچھ معلوم ہے کہ کوئٹہ میں کتنی زمین ہے اور کیسی آب و ہوا ہے اور وہاں کے کیسے جنگلات ہیں وہاں کیا ہے پیداوار ہے، کسی کو بھی معلوم نہیں ہے اور یہاں ہم کہتے ہیں کہ جی ہم بھوکوں مریں گے (——) واقعی ہم بھوکوں مریں گے تو جناب والا! اسی طرح یہ form to market پالیسی ہے لیکن آپ ہمارے علاقوں کے بارے میں ذرا معلوم کریں form to market کون سی سڑک بنی ہے؟ ہمارے لوگ غریب ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ایسی زمین کے مالک ہیں جو بڑی زرخیز ہے کسی دوسرے ملک کی زمین میں غلہ نہیں ہو سکتا اتنی سبزی نہیں ہو سکتی اور اچھے میوے نہیں ہو سکتے جو یہاں ہوتے ہیں لیکن form to market میں آپ ذرا

معلوم کریں جناب والا! کہ کیا تناسب ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ ملک کی ترقی کے حوالے سے یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے potentials کیا ہیں اگر نہیں ہیں تو پھر آپ اربوں روپے ایک ایسی جگہ جہاں potentials نہیں ہیں، کیوں استعمال کررہے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح اسی زراعت کا تعلق بجلی سے ہے۔ لیکن وہ کن نرخوں پر ہمیں ملتی ہے۔ تمام علاقوں میں جہاں بجلی پیدا ہوتی ہے وہاں بجلی کا ریٹ کیا ہے آپ حیران ہوں گے جناب والا! کہ تربیلاڈیم بلکہ آپ کیوں حیران ہوں آپ وہاں کے ہیں آپ نے دیکھا ہے تربیلاڈیم کے ساتھ صوابی اور صوابی میں تربیلاڈیم کے بالکل نیچے جو بارانی زمین ہے اور وہاں بہترین مونگ پھلی کی پیداوار ہوتی ہے وہاں نہ ہم پانی مہیا کررہے ہیں نہ ہی بجلی مہیا کر رہے ہیں اسی طرح مالاکنڈ کی بجلی، ان کے علاقے میں دیکھیں۔ جناب والا! وہاں کا مشہور علاقہ پلئی جس کا مالٹا اس ملک کا سب سے بہترین مالٹا red blood آپ وہاں جائیں وہاں رہٹ سے لوگ کام چلاتے ہیں اور اسے بھی حیوان نہیں بلکہ انسان چلاتے ہیں میں نے خود دیکھا ہے۔ کوئی بیل گدھا اونٹ نہیں چلاتے بلکہ انسان کو چلاتے میں نے دیکھا ہے آپ بھی جا کر دیکھ سکتے ہیں۔

ہم زرعی پالیسی بنارہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم بھوک ختم کریں گے۔ یہاں چند پیلی ٹیکسی چلادیں تاکہ ہر شخص دیکھے کہ ہمارے پاس پیلی ٹیکسی ہے۔ لیکن جناب والا! جہاں ہماری زمین ہے، ہمارے وسائل ہیں اور بجلی ہے ہماری زرعی پالیسی کیسی ہے میں نے آپ کے سامنے کچھ نمونے پیش کئے ہیں۔

اسی طرح صنعت ہے۔ جناب والا! جب آپ اپنی زراعت کو protection نہیں دیں گے اپنی صنعت کو protection نہیں دیں گے (——) میں پھر تکرار کرتا ہوں کہ ہماری علاقے میں بہترین سیب اور میوے پیدا ہوتے ہیں لیکن ان کو محفوظ رکھنے کے لیے

کتنے storages ہیں اور اس پر ہم کتنا پیسہ خرچ کرتے ہیں اور کہاں خرچ کرتے ہیں۔ جناب والا! جاپان سے کوئٹہ کے لئے تھر پروجیکٹ کے لئے 200 ٹریکٹر آئے اور یہاں سے ایک حکمران وزیراعظم نے اسلام آباد سے سو ٹریکٹر کوئٹہ کو دیئے۔ جبکہ ہم بہت بھوکے ہیں ہم بڑے پسماندہ ہیں اور ہمارا حق ہے کہ ہم اپنی اراضی کو ہموار کریں اور اس پر خرچہ کریں 100 ٹریکٹر اور صوبے کو ٹرانسفر کر دیئے۔ جناب والا! اس دور میں ہم جسمانی مشقت سے کس طرح ہموار کریں بظاہر شاید irrelevant نظر آئے ہمیں تعمیر وطن کے لئے فنڈ ملتا ہے وہ کم ہے یا زیادہ ہے وہ موضوع اس وقت relevant نہیں ہے جناب والا! تعمیر وطن پروگرام میں ٹریکٹر کے لئے زمین کو ہموار کرنے کے لئے فنڈز رکھے گئے۔ ہم بار بار کہتے ہیں کہ آپ وہاں جائیں کوئی بھی نمائندہ جائے تو لوگ آپ کے پاس آ کر مطالبہ کریں گے کہ بابا! ہماری زمین کو ہموار کرنے کے لئے ہمیں ٹریکٹر دیں۔ ۵۰ لاکھ روپے یا ۵ ملین جو کوئی ہمیں دے شاید اس سے وہ لوگ زیادہ خوش ہوں کیونکہ اس سے پروڈکشن ہو گی۔ اپنی زمین کو جب وہ reclaim کریں گے اور اس کے ساتھ protection wall بنائیں گے۔ تو جناب والا! بڑی زمین قابل کاشت ہو گی ہم اس گورنمنٹ کو بار بار کہتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز ہے لیکن یہ چیز نہیں ہے۔

اب ہم سڑک کے لئے بجری ڈالتے ہیں تو چھ مہینے کے بعد وہ بجری وہاں قائم نہیں رہتی ہے لیکن ہم زمیندار کی جو زمین آباد کریں گے تو آپ یقین کریں کہ اس سے اتنی پروڈکشن ہو گی کہ اس کا ریٹ پر اثر پڑے گا ہمارے لوگوں کی بھوک کے خاتمے پر اثر پڑے گا ہمارے لوگوں کی education پر اس کا اثر پڑے گا۔

اسی طرح ادویات اور ان کے ریٹ پہلے یہ خود ہمیں آمادہ کر رہے تھے اور ٹھیک کر رہے تھے۔ جیسے سگریٹ اور بیڑی والے پہلے اپنے پیکٹ مفت دیا کرتے ہیں کہ آپ ایک

بار عادی ہو جائیں جب آپ عادی ہو گئے تو بعد میں ان کا اتنا ریٹ بڑھائیں گے اب یہ ادویات ہماری ضرورت ہیں اور یہاں سب سے زیادہ مہنگی جو ہیں وہ زرعی ادویات ہیں۔ اس میں وہ کچھ اس طرح کر لیتے ہیں اور پھر وہ imperialist کمپنیاں اس کے ایسے ریٹ رکھتی ہیں۔ ہم تو اس کے قائل ہیں کہ ہماری اپنی انڈسٹری کو پروٹیکشن ہو، اس کو support کیا جائے اور ایسا طریقہ ہو کہ ہم اپنے ایگری کلچر کے لئے ان کو protection دیں۔

اسی طرح ہماری ایگری کلچر پالیسی کے مختلف پہلو ہیں اور ہر پہلو میں ایسی کمزوریاں ہیں کہ ہم مجموعی طور پر اس کو ملک کی پالیسی لیتے ہی نہیں ہیں۔ ابھی آپ بجٹ کو لیں۔ ایگری کلچر کے لئے ہم نے کتنا بجٹ رکھا ہے بشمول irrigation کے ہم نے کتنا رکھا ہے۔ یہاں آ کر لوگ کہتے ہیں کہ ہم کوریا گئے تھے کوریا والوں نے ترقی کی ہے کوریا والے intelligent ہیں، کوریا والے hard worker ہیں، کوریا والے disciplined ہیں۔ نہیں، کوئی بھی ہم سے بھی زیادہ disciplined نہیں اور نہ ہی کوئی ہم سے زیادہ intelligent ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے محنت کش لوگ رات کو اٹھتے ہیں اور پھر رات کی تاریکی میں واپس جاتے ہیں اتنی محنت کرتے ہیں اس سے زیادہ disciplined اور کون ہو گا لیکن یہاں بجٹ میں آپ نے ایجوکیشن کے لئے کتنے percent رکھا ہے۔ یہاں ایجوکیشن کے لئے دو percent وہاں ۲۴ percent ایجوکیشن کے لیے ہم نے وہاں ان سے پوچھا کہ بھائی! آپ اپنی ترقی کا essence بتائیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک چیز جو ہماری manpower ہے ہم نے اس کو استعمال کیا جس ملک میں بھی ہم جائیں، ہماری مین پاور beggars کی طرح وہاں پھر رہی ہوتی ہے۔ ہمارا اپنا ملک ہے اس میں کافی زمین ہے اس کے لئے ہم صحیح زرعی پالیسی بنائیں تو ہمارا ہر مسئلہ حل ہو جائے گا۔

زرعی کالجز کا مسئلہ بہت اہم ہے لیکن اس حوالے سے ذکر نہیں کروں گا کہ ہمارے صوبے میں بلوچ اور پشتون کا زرعی کالج پر مسئلہ پیدا ہوا۔ یورپ نے ہمیں اس لئے دیا کہ ہمارے علاقے کی جو آب و ہوا ہے اس کی research کے لئے زرعی کالج کا انتظام ہو اس میں پانی کی جو بھی required qualification تھی زمین اور آب و ہوا بوستان میں بالکل qualified تھی لیکن ایگریکلچر پالیسی کے حوالے سے لوگوں نے کیا کیا وہی ایگریکلچر کالج کہ جس سے ہم پر حملے بھی ہوئے اور اس ایگریکلچر کالج کو شک میں ڈال دیا۔ جناب والا! ہم تو کہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ایگریکلچر کالج بنائیں۔

ابھی میڈیکل کالج کی بات ہو رہی تھی کل میں نے اخبار میں پڑھا کہ میڈیکل کالج کی seats کم کر دی گئی ہیں۔ یہاں ایسے لوگوں نے مسئلہ بنایا ہے۔ بھوک کے مسئلے کو ختم کرو۔ بیروزگاری کے مسئلے کو ختم کرو بیروزگاری کو کیسے ختم کریں گے جب تک آپ production میں اضافہ نہیں کریں گے وہ کہتے ہیں کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں کمی کرو۔ یہاں پالیسی اس طرح بنا رہے ہیں کالج اور سکول میں نہ بھیجو کیا اس سے لوگ بیروزگار نہیں ہوں گے۔ یہ کیا logic ہے جناب والا! یہ کیا منطق ہے اور ابھی ہمارے learned دوست اس پر argument دیتے ہیں جناب والا! کہ میڈیکل کالج کی تعداد کم کرو سیٹوں کی تعداد کم کرو انجینئرنگ کالج کی تعداد کم کرو اور ایگریکلچیر کالج کو کم کرو سیٹوں لہذا تعلیم یافتہ نہیں ہوں گے بلکہ جاہل ہوں گے۔ وہ دروازوں پر پھریں گے کیوں کہ تعلیم یافتہ شور زیادہ مچاتے ہیں۔ vocal زیادہ ہوتے ہیں اور ان کو نکالو لہذا بیروزگاری کا مسئلہ ختم۔ یہ ان کا منطق ہے۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر:</u> عبد الرحیم صاحب آپ ابھی تقریر دوسری میٹنگ میں جاری رکھیں گے۔

<u>جناب عبدالرحیم خان مندوخیل:</u> جناب والا! میں تو جاری رکھوں گا۔ مجھے موقع ملے گا تو:

Mr. Presiding Officer : It is now 1, O'clokc. The meeting is adjourned to be reconvered on the 10th of November at 4.00 p.m.

[The House then adjourned to meet again at four of the clock in the after noon on November 10, 1992].

PCPPI—580(96) Sebate—28-1-2000—150.